إقامةُ الدلائلِ القويّةِ عَلى وَضْعِ حديثِ

"أَنْتَ مِنّيْ يَا مُعَاوِيَة"

تأليف

وجاهت حسين الحنفي

ناشر

اِمام جعفر صادق فاؤنڈیشن

(اہلِ سنّت)

گجرات، ہند۔

إقامةُ الدلائلِ القويّةِ عَلى وَضُعِ حديثِ

”أَنُتَ مِنّيُ يَا مُعَاوِيَةَ“

تأليف

وجاهت حسين الحنفي



یوٹیوب پر اس پورے رسالہ کو لیکچر میں تالیف کی زبانی سننے کے لیے QRCode کو اسکین کریں۔

ناشر

اِمام جعفر صادق فاؤنڈیشن

(اہلِ سنّت)

گجرات، ہند۔

کتاب کا نام : إقامةُ الدلائلِ القويّةِ عَلى وَضعِ حديثِ ''أَنْتَ مِنِّي يَامُعَاوِيَةَ''

تألیف : وجاھت حسین الحنفی

سنِ اشاعت : 7 محرم، 1444 ہجری

6th August 2022

کمپوزِنگ اینڈ پبلی کیشن : اِمام جعفر صادق فاؤنڈیشن (اہلِ سنّت)

موڈاسا، اَروّلی، گجرات، اِنڈیا

:: ملنے کا پتہ ::

اِمام جعفر صادق فاؤنڈیشن

(اہلِ سنّت)

ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

موڈاسا، اَروّلی، گجرات، اِنڈیا

Contact No. 85110 21786

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى النَّبِیِّ وَأَهْلِ الْبَیْتِ كُلِّهِمِ

وَمَنْ هُمُوْا آلِ بَیْتٍ جَلَّ فِی الْعِظَمِ

الدِّیْنُ مِنْ بَیْتِهِمْ قَدْ جَاءَ لِلْأُمَمِ

﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ﴾

فہرست

مقدّمہ

نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ دین کے ایک اہم ماخذ ہیں۔ ان سے عقائد، احکامات، و اخلاقیات اخذ ہوتے ہیں۔ اس لیے حدیث کے باب میں جھوٹ بولنا بالکل ایسے ہے جیسے قرآنِ حکیم میں کسی آیت کا اضافہ کرنا۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

"جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، اسے چاہیے کہ جہنم کی آگ اپنا ٹھکانا بنالے۔"

"قال رسول اللہ ﷺ" کے سامنے ایک مومن سرِ تسلیم خم کر لیتا ہے۔ اس جملے کی طاقت کو جانتے ہوئے اوائل دور سے ہی ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے بعض سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے "مقدس جھوٹ" کو گھڑنے کا کام شروع کیا۔ جس میں شخصیات کے مناقب پر بہت سی احادیث کو گھڑا گیا اور گھڑوایا گیا۔ اور بہت بعد میں جا کر لوگوں نے عقائد اور رقائق کے باب میں بھی مرویات کو گھڑنا شروع کیا۔

البتہ یہ اللہ کا دین ہے! اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔ لہذا اس نے ہر دور میں اپنے ایسے رجال کو مسلط و مسخر کیا جنھوں نے اپنی زندگی "قال رسول اللہ ﷺ" کی حفاظت اور اس سے جھوٹ کو جدا کرنے میں گزار دی۔

جنھوں نے اپنی جرح و تعدیل کی تلوار سے بہت سے کذابین و وضاعین کو آشکار کیا۔

اس پر مستقل جرح و تعدیل کی کتب تصنیف کی گئیں، جن میں ہزار ہا رواۃ کے اسماء اور ان کے حالات کو محفوظ کیا گیا۔ ان کی صحیح کو ضعیف سے الگ کیا گیا۔ اور متروکین و کذابین پر مستقل کتب تصنیف ہوئیں۔ بعض علماء کرام نے ''الموضوعات'' کے نام سے اس پر کام کیا۔ بعض نے عوام میں مشہور مرویات کو موضوعِ بحث بنایا۔ اور بعض احادیث پر انفرادی طور پر رسائل بھی لکھے گئے۔

ہمارا یہ رسالہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ایک صریح جھوٹ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باندھا گیا، جس کو بعض نا اہل لوگ ٹی وی میں بیان کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ اور پھر بعض بے بہرہ لوگوں نے اپنے زعم میں اس کا دفاع بھی کرنا شروع کر دیا۔ فقیر نے اس کو حفاظ و محدثین کے طریق پر اس کتاب میں بیان کر دیا ہے۔

اس کا اجر ہم فقط اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے ہی طلب کرتے ہیں۔

وجاہت حسین الحنفی

ا۔مکمل حدیث

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی سیدنا رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ۔ أما بعد

روایت: "اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں" پر یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں اس حدیث میں موجود ظاہری و باطنی علتوں پر کلام کیا گیا ہے۔

یہ مکمل حدیث اس انداز میں بیان کی گئی ہے:

يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلک فطلع معاوية فلما كان بعد الغد قال مثل ذلک فطلع معاوية قال رجل هو هذا قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية أنت مني و أنا منک لتزاحمني على باب الجنة كهاتين۔

"اس دروازے سے ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا۔ تو حضرت معاویہ داخل ہوئے ، اگلے دن دوبارہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا، تو حضرت معاویہ داخل ہوئے اور اس سے اگلے دن دوبارہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا تو پھر حضرت معاویہ داخل ہوئے۔ کسی شخص نے سوال کیا: (یا رسول اللہ ﷺ!) کیا وہ یہ ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، (نبی کریم ﷺ نے دو انگلیاں ملا کر فرمایا) ہم دونوں جنت میں اس طرح داخل ہونگے"۔۔۔

بعض مرویات میں اس کا فقط پہلا حصہ بیان کیا جاتا ہے اور بعض میں فقط آخری۔ مگر روایت یہی ہے۔

متن کے موضوع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں

اِس حدیث کے متن کے موضوع ہونے پر تو اہلِ علم میں کوئی اختلاف نہیں ہے فقط اس کی علّت پر اختلاف ہے یعنی اِس حدیث کو گھڑنے والا کون ہے اس میں اختلاف ہے۔مگر افسوس آج کچھ لوگ اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لیے اِس حدیث کی سند کو متابعت سے''حسن'' ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا رسالہ انہیں لوگوں کی اصلاح کے لیے اور حق کو واضح کرنے کے لیے اصولِ حدیث کے عملی شواہد کے ساتھ پیش ہے۔

کلامِ رسول ﷺ میں ایک خاص نور ہوتا ہے، جس سے حدیث شریف کے ساتھ کثرت سے شغف رکھنے والے بنا سند دیکھے سنتے ہی پہچان جاتے ہیں کہ یہ کلام رسول ﷺ کا ہے یا نہیں۔

یہ روایت بھی انہیں مرویات میں سے ایک ہے جس کے متن کے موضوع ہونے پر اہلِ فن اور اہلِ نظر میں کوئی اختلاف نہیں اور جس کا بدیہی طور پر موضوع ہونا عیاں ہے۔

اسی لیے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کا ذکر کر کے سند کی بجائے سیدھا متن پر حکم لگایا ہے۔

فَمِنَ الأَبَاطِيلِ المُختلَقَةِ... ابْنُ عُمَرَ، مَرْفُوعاً: يَا مُعَاوِيَةُ، أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ... فَهَذِهِ الأَحَادِيْثُ ظَاهِرَةُ الوَضْعِ۔

''(فضائلِ حضرت معاویہ میں) ان گھڑی ہوئی باطل مرویات میں سے یہ بھی ہے (پھر مختلف مرویات کا ذکر کر کے آخر میں ذہبی لکھتے ہیں) ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے: اے معاویہ! تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔۔۔ ان احادیث کا ظاہر ہی موضوع ہے''۔

(سير أعلام النبلاء، ط الرسالة، 131/3)

متاخرین علماء کرام جنہوں نے اس باب میں تفصیل سے کتب کو تحریر کیا ہے وہ بھی اس کے موضوع ہونے پر متفق ہیں۔

شیخ مصطفیٰ حسن سباعی (المتوفی 1384 ہجری) نے اس حدیث کا شمار ان مرویات میں کیا ہے جس کو نواصب نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلاف گھڑا۔

وكذلك قابلهم المُتَعَصِّبُونَ لمعاوية وَالأُمَوِيّينَ فوضعوا أحاديث مثل قولهم: الأُمَنَاءُ ثَلاَثَةٌ، أَنَا وَجِبْرِيلُ، وَمُعَاوِيَةَ. أَنْتَ مِنِّي يَا مُعَاوِيَةُ وَأَنَا مِنْكَ...

''اسی طرح ان (مرویات گھڑنے والوں) کے مقابلے میں حضرت معاویہ اور بنو امیہ کے متعصب حامیوں نے احادیث وضع کیں۔ مثلاً: (روایت) امین تین ہیں: میں، جبرئیل اور حضرت معاویہ۔ (اور روایت) اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔''

(السنة ومكانتها في التشريع للسباعي، ط المكتب الإسلامي، 81/1)

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ روایت اُن مرویات میں سے ہے جس کو بیان کرنے والے راوی اس کو روایت کرنے کے سبب مجروح قرار پاتے ہیں!

البتہ اس کی سند کا معاملہ کچھ پیچیدہ ہے۔ اس روایت میں احادیث کو گھڑنے والوں نے اس قدر ہوشیاری سے اپنا کام دکھایا ہے کہ اس کی حقیقت کو پانا با آسانی ممکن نہیں اور یہ معاملہ انشاء اللہ اس رسالے میں واضح ہو جائے گا۔

حدیث پر کلام

اِس حدیث کی اسانید کل ملا کر تین راویوں سے روایت کی گئی ہیں۔

- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مشہور طریق)
- عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما
- سعید بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہما

یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے متصل مرفوعًا اور سعید بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے طریق سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔ ان طرق پر تفصیلی کلام پیش ہے۔

۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث

یہ اس کی سب سے مشہور ترین سند ہے۔ جو إِسمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ کی سند پر عبد العزیز بن یحییٰ نے گھڑ کر منسوب کی ہے اور راوی اس کا نام کبھی عبد العزیز بن یحییٰ لیتے ہیں، کبھی عبد العزیز بن بحر، کبھی عبد العزیز بن عمر، کبھی عبد اللہ بن یحییٰ اور کبھی عبد اللہ بن بحر۔

ان میں سے ہر ایک کی روایت پر تفصیلی کلام کرتے ہیں۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ اس طریق کے راویوں کو سمجھنے میں آسانی ہو اس اعتبار سے فقیر یہاں اسانید کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ اِس نقشہ کو مدّنظر رکھ کر اِس کی سند کے راویوں کا حال پیشِ خدمت ہے۔

۱۰ عبد اللہ بن عمر
۹ عبد اللہ بن دینار
عبد العزیز بن السائب
السائب
ہشام بن عمار
مظفر بن مرجی
بلاذری
۸ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار
۷ اسماعیل بن عیاش
عبد العزیز بن عمر
عبد العزیز بن یحیی
عبد العزیز بن بحر
عبد اللہ بن بحر
عبد اللہ بن یحیی
عبد اللہ بن سلیمان
سعید بن محمد
عیسی بن عبد اللہ بن سلیمان
الحسن بن شبیب
محمد بن مروان بن عمر
اسحاق
عبد الرحمن بن عفان
محمد بن مصفی
۵ احمد الدّینوری
۶ احمد بن ابراهیم الدورقی
محمد بن عبید / الولید البغدادی
عباس بن محمد الدوری
عبد اللہ بن احمد
محمد بن قدامة
ابن عدی
ابو القاسم
ابن فاخر
حرب
الخلال
ابن عساکر
۴ ابراهیم بن عیسی الزاهد
ابن عساکر
اسماعیل بن محمد
احمد بن سلیمان
ابن عدی
۳ احمد بن محمد البزّاز
علی بن عمر الدار قطنی
ابن بطة
۲ عبد اللہ بن محمد بن جعفر
اللالکائی
ابن الجوزی
۱ ابو نعیم

عبد العزیز بن یحییٰ

اس نام سے مختلف رواۃ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جس میں احمد دینوری، دورقی اور عباس الدوری شامل ہیں۔

احمد دینوری کی روایت

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلیۃ الأولیاء" میں روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ إِمْلَاءً، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَزَّازُ الْمَدَنِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عِيسَى الزَّاهِدُ، ثنا أَحْمَدُ الدِّينَوَرِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ» فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ۔

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ط السعادة، 393/10)

راویانِ حدیث:

۱۔ **ابو نعیم:** ثقہ حافظ

۲۔ **عبد اللہ بن محمد بن جعفر:** ثقہ۔ ابو شیخ کے نام سے مشہور ہیں۔

۳۔ **ابو العباس احمد بن محمد بزاز:** حسن الحدیث۔

۴۔ **ابراہیم بن عیسی الزاہد:** متقی شخص تھے۔ بعض احادیث بھی بیان کی ہیں، ان پر کوئی جرح و تعدیل صراحت کے ساتھ موجود نہیں۔ ظاہری احوال میں اصلاح ہی نظر آتی ہے اور ان ہی کے ترجمہ میں ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی جو اس رسالہ کا موضوع ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ **احمد دینوری :** ہمیں اس راوی سے متعلق معلومات نہیں مل سکیں۔"**حلية الأولياء**" کے جو نسخے ہم نے دیکھے ہیں ان تمام میں راوی کا نام **احمد دینوری** ہی آیا ہے۔ البتہ '**مسند الفردوس**' کے غرائب جو **حافظ ابن حجر** رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمائے ، اس میں یہ روایت **ابو نعیم** رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان ہوئی ہے اور اس راوی کا نام **احمد بن ابراہیم الدورقی** نقل کیا گیا ہے نہ کہ **احمد دینوری**۔ عین ممکن ہے کہ نام میں تحریف ہوگئی ہو اور یہ ایک ہی شخص ہو۔

احمد دورقی کی روایت

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال أبو نعيم حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر إملاءً حدثنا أبو العباس أحمد بن محمد البزاز حدثنا إبراهيم بن عيسى الزاهد حدثنا أحمد بن إبراهيم الدورقي حدثنا عبد العزيز بن يحيى به۔

(زهر الفردوس، ط جمعية دار البر، دبي، 380/8)

پس اگر یہ **احمد بن ابراہیم** ہیں تو یہ **ثقہ** ہیں اور اگر یہ **احمد دینوری** ہیں تو ان کے حالات ہمارے علم میں نہیں۔ واللہ اعلم۔

۶۔ **عبد العزیز بن یحییٰ :** فقیر کی نظر میں درحقیقت یہی راوی اس روایت کا اصل مرکزی راوی ہے جس نے یہ روایت گھڑی ہے اور سارقینِ حدیث نے اس کے نام میں تبدیلی کر کے سند اس سے اوپر **اسماعیل بن عیاش** کے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور کبھی اس **عبد العزیز** کا نام بدل کر دھوکا دینے کی کوشش کی۔

پس کسی جگہ اس کو **عبد العزیز بن بحر** کہا، کہیں پر **عبد العزیز بن عمر**، کہیں **عبد اللہ بن یحییٰ** اور کہیں **عبد اللہ بن**

بحر؛ جبکہ یہ ایک ہی راوی کے مختلف نام معلوم ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر (یا انجانے میں؟) اس طرح تبدیل کیے گئے کہ اس کا معاملہ مشتبہ ہو جائے اور پڑھنے والوں کو لگے کہ یہ متعدد رواۃ ہیں جو ایک دوسرے کی متابعت کر رہے ہیں۔

اس کے باعث محققین میں اس روایت کے متن کے موضوع ہونے کے اتفاق کے باجود اس کی حقیقی علت پر اختلاف ہوا۔ پس کسی نے کہا کہ یہ پانچوں الگ الگ رواۃ ہیں جو ایک دوسرے سے حدیث چرا رہے ہیں۔ کسی نے کہا کہ عبد اللہ بن بحر اور عبد العزیز بن بحر ایک ہی راوی ہے اور باقی تین الگ ہیں۔کسی نے کہا کہ یہ پانچوں ایک ہی راوی کے مختلف نام ہیں۔

اور بعض نے کہا کہ عبد العزیز پر کوئی جرح نہیں بلکہ اس روایت کا اصل ذمہ دار اسماعیل بن عیاش ہے۔

اور کسی کے مطابق اسماعیل بن عیاش کی بجائے اس کے اوپر کے راوی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار اس روایت میں قصور وار ہے!

بعض لوگوں نے اس اختلاف سے فائدہ اٹھایا اور لوگوں میں یہ بات عام کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ یہ روایت فقط ضعیف ہے جس کو فضائل میں قبول کیا جا سکتا ہے، نہ کہ موضوع۔ **ہرگز نہیں! یہ واضح رہے کہ اس روایت کے جھوٹا ہونے پر اتفاق ہے، فقط علت پر اختلاف ہے۔**

عبد العزیز بن یحییٰ سے متعلق آئمہ کے اقوال

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ علیہ "تہذیب" میں فرماتے ہیں:

عبد العزيز بن يحيى المدني نزيل نيسابور: قال ابن أبي حاتم سمع منه أبي ثم تركه وقال لا أحدث عنه ضعيف۔ وقال أبو زرعة ليس بثقة وذكرته لإبراهيم بن المنذر فكذبه وذكرته لأبي مصعب فقلت يحدث عن سليمان بن بلال فقال كذاب أنا أكبر منه وما أدركته۔ وقال العقيلي يحدث عن الثقات

بالبواطيل ويدعى من الحديث ما لا يعرف به غيره المتقدمين عن مالك وغيره۔ وذكر ابن عدي في ترجمة العطاف بن خالد حدثنا علي بن سعيد عن عبد العزيز بن يحيى عن مالك وسليمان بن بلال التيمي بأحاديث غير محفوظة وهو ضعيف جدا وهو يسرق حديث الناس۔

"عبد العزیز بن یحییٰ مدنی نزیل نیشاپور: ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد (امام ابو حاتم) نے ان سے سماع کیا پھر اس کو ترک کر دیا اور فرمایا: میں اس سے روایت نہیں کرتا، یہ ضعیف ہے۔

ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ ثقہ نہیں ہے اور میں نے اس کا ذکر ابراہیم بن منذر سے کیا تو انہوں نے اسے کذاب کہا اور میں نے ان کا ذکر ابو مصعب سے کیا اور کہا: یہ سلیمان بن بلال سے روایت کرتا ہے۔ اس پر ابو مصعب نے کہا: کذاب! میں اس سے (عمر میں) بڑا ہوں، میں نے اس کو نہیں پایا (تو اس نے کیسے پا لیا!)۔

امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ ثقات سے باطل احادیث روایت کرتا ہے اور ایسی مرویات کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر رواۃ سے روایت کرتا ہے جن کو متقدمین نہیں جانتے۔

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر عطاف بن خالد کے ترجمہ میں کیا اور کہا: ہم سے علی بن سعید نے بیان کیا، اس نے عبد العزیز بن یحییٰ عن مالک اور سلیمان بن بلال التیمی سے غیر محفوظ مرویات ذکر کی ہیں۔ یہ سخت ضعیف ہے اور یہ لوگوں کی حدیث چوری کرتا تھا (یعنی مرویات کی اسانید خود بنا کر رواۃ کی طرف منسوب کرتا تھا، تاکہ وہ مردود مرویات کی متابعت محسوس ہوں)"۔

(تهذيب التهذيب، ط طبعة دائرة المعارف النظامية، 363/6)

حافظ مزّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وهو من الضعفاء المتروكين۔ قال البخاري: ليس من أهل الحديث يضع الحديث۔

"یہ متروک ضعفاء میں سے ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ محدثین میں سے نہیں، احادیث گھڑتا ہے"۔

(تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ط مؤسسة الرسالة - بيروت، 219/18)

ان اقوال سے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ یہ راوی مُتَّہَم ہے اور جو بات ہم نے سرقۂ حدیث سے متعلق مندرجہ بالا سطور میں بیان کی وہ اس میں پائی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ روایت سند کے اعتبار سے بھی موضوع ہے۔

۷۔ **اسماعیل بن عیاش: یہ اہلِ شام کی مرویات میں صدوق ہیں اور اس کے علاوہ دیگر شہروں کے رواۃ سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں** اور زیرِ بحث روایت وہ ایک مدنی راوی سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت اس وجہ سے بھی **شدید ضعیف ہے**۔ واللہ اعلم۔

۸۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار: صدوق ہیں، لیکن ان کی مرویات میں خطا ہے۔ متابعت کی موجودگی میں ان کی روایات کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ امام ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ اپنے والد سے وہ مرویات بیان کرنے میں منفرد ہوتے ہیں جن کی متابعت نہیں ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ فحش غلطی کرنے والے ہیں۔ جس حدیث میں منفرد ہوں وہ قابلِ اعتماد نہیں۔

(المجروحین لابن حبان، ط زاید، 51/2)

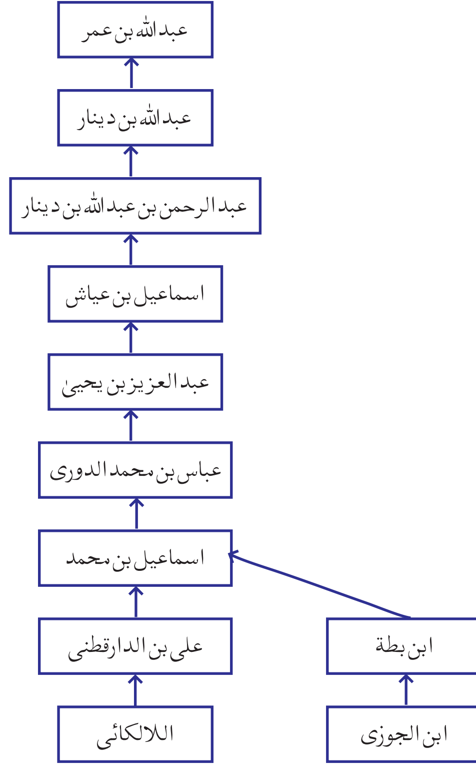
اور اس روایت میں یہ اپنے والد سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

۹۔ عبد اللہ بن دینار: ثقہ

۱۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: صحابی

اگر اس حدیث میں کوئی اور علت نہ بھی ہوتی، تو فقط اسماعیل بن عیاش کا مدنی راوی سے روایت کرنا اور عبد الرحمن کا اپنے والد سے روایت کرنا اس حدیث پر سخت ضعف کے حکم کے لیے کافی ہو جاتا جس کو فضائل میں بھی قبول نہیں کیا جا سکتا اور اس پر اگر عبد العزیز بن یحییٰ جیسا راوی ہو تو کون عقل والا اس روایت کو قبول کر سکتا ہے؟

عباس الدوری کی روایت



علامہ لا لکائی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو امام عباس الدوری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عبد العزیز بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں:

أنا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، سَكَنَ الدُّجَيْلَ، قَالَ: نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيّ نحوه۔

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، ط دار طيبة، 1528/8)

امام عباس بن محمد الدوری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت بہت اہم ہے، کیونکہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق عباس الدوری نے روایت میں عبد العزیز بن بحر کا نام لیا ہے، لیکن یہ روایت واضح کرتی ہے کہ عباس رحمۃ اللہ علیہ نے عبد العزیز بن یحییٰ کا نام لیا۔

عبد العزیز بن بحر

بعض رواۃ نے عبد العزیز کا نام عبد العزیز بن بحر ذکر کیا ہے۔

اور "بحر" لفظ "یحییٰ" سے تحریف شدہ معلوم ہوتا ہے۔اس لئے ایک ہی کتاب کے نسخوں میں کبھی اس کا نام بحر آتا ہے اور کبھی یحییٰ!

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**الزيادات على الموضوعات**" کے محقق نے اس روایت کو بیان کر کے مندرجہ ذیل تبصرہ کیا ہے:

في (خ): (يَحيَى)، وأشار في حاشية الأصل و (د) إلى أنَّه كذلك في نسخة

(الزيادات على الموضوعات، ط مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، 292/1)

یعنی کتاب کے ایک نسخے میں "بحر" کی بجائے نام "یحییٰ" آیا ہے۔

اس سے اس بات کو مزید تقویت ملتی ہے کہ نام میں تحریف ہونے کا احتمال قوی ہے، بلکہ یہی ظاہر ہے۔ اب یہ تحریف جانے میں ہوئی یا انجانے میں یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔مگر سرقۂ حدیث کرنے والوں کی یہی سب سے خطرناک چال ہوتی ہے کہ وہ راوی کے نام میں کچھ تبدیلی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ایسی صورت میں عام محدثین اس کذاب کا معروف نام نہیں پاتے تو اس پر "مجہول" ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں اور پھر بعض جہلاء ایسی روایت کو فضائل کے نام پر قبول کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھنے میں سارقینِ حدیث کے معاون بن جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی حدیث کو کذابین یا متروکین روایت کر رہے ہوں اور اس کی مجہول رواۃ سے کہیں متابعت آ جائے تو اس کو بھی رد کر دیا جاتا ہے اور اکثر اس 'مجہول' کو 'متہم' قرار دے دیا جاتا ہے۔

اس پر مفصل کلام ان شاء اللہ آگے پیش کریں گے۔

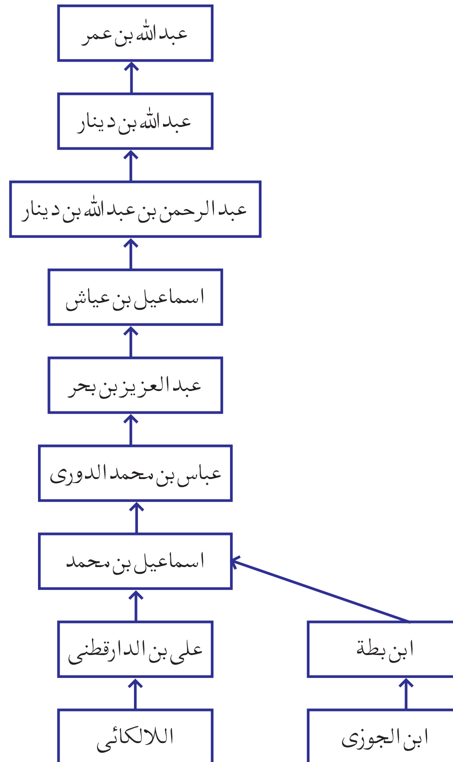
اس نام سے مختلف رواۃ اس کا ذکر کرتے ہیں جن میں عباس الدوری، عبد اللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن قدامہ، محمد بن عبید ہاشمی، احمد دورقی اور ولید بغدادی شامل ہیں۔

عباس الدوری کی روایت

ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ عباس الدوری کے طریق سے ہی روایت کرتے ہیں:

أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ نا ابْنُ السَّرِيِّ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ بَطَّةَ قَالَ نا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ قَالَ نا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ بَحْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ رَجُلٌ هَذَا هُوَ قَالَ هَذَا هُوَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ مِنِّي يَا مُعَاوِيَةُ وَأَنَا مِنْكَ لَتُزَاحِمُنِي عَلَى بَابِ الجنة كهاتين السباحة والواسطي۔

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، 278/1)



اس روایت کو دیکھ کر بعض لکھنے والوں نے لکھا کہ عباس الدوری رحمۃ اللہ علیہ اس کو عبد العزیز بن بحر سے ہی روایت کرتے ہیں نہ کہ یحییٰ سے۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ بات قابلِ غور ہے کہ شاید ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے "العلل المتناهية" کا ہی نسخہ تھا جہاں سے انہوں نے راوی کا نام عبد العزیز بن بحر نقل کیا۔ کیونکہ لا لکائی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں عباس الدوری کے طریق سے ہی نام یحییٰ آیا ہے اور لا لکائی کی سند چھوٹی اور زمانہ راوی سے قریب تر ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 597 ہجری) کی سند میں ابن بطہ ہیں۔ جو حدیث میں ضعیف ہیں۔ بعض کے مطابق ابن بطہ کو کچھ وہم ہو جایا کرتے تھے، بلکہ بات تو یہ ہے کہ وہ ایک تجسیم بھری روایت کے متہم بھی ہیں!!!

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

إمام في السنة، يهم ويغلط۔

"سنت (یعنی اہلِ سنت) میں امام ہے، اس کو وہم ہوتا ہے اور یہ غلطی کرتا ہے۔"

(ديوان الضعفاء، ص: 265)

"لسان الميزان" سے ان کا مختصر ترجمہ پیش ہے۔

عُبَيد الله بن محمد بن بطة العكبري الفقيه۔ إمام لكنه ذو أوهام لحق البغوي، وَابن صاعد۔ قال ابن أبي الفوارس: روى ابن بطة عن البغوي عن مصعب عن مالك، عَن الزُّهْرِيّ، عَن أنس رضي الله عنه مرفوعا: طلب العلم فريضة على كل مسلم۔ وهذا باطل... وقال أبو القاسم الأزهري: ابن بطة ضعيف ضعيف۔

قلت: ومع قلة إتقان ابن بطة في الرواية فكان إماما في السنة إماما في الفقه صاحب أحوال وإجابة دعوة رضي الله عنه۔ انتهى (كلام الذهبي)۔

(وزاد ابن حجر): وقد وقفت لابن بطة على أمر استعظمته واقشعر جلدي منه...أخبرنا علي بن عُبَيد الله الزاغواني أخبرنا علي بن أحمد بن البسري أنبأنا أبو عبد الله بن بطة, حدثنا إسماعيل بن محمد الصفار, حدثنا الحسن بن عرفة, حدثنا خلف بن خليفة, عَن حُمَيد الأعرج, عَن عَبد الله بن الحارث, عَن عَبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: كلم الله تعالى موسى يوم كلمه وعليه جبة صوف وكساء صوف ونعلان من جلد حمار غير ذكي فقال: من ذا العبراني الذي يكلمني من الشجرة؟ قال: أنا الله۔

قال ابن الجوزي: هذا لا يصح وكلام الله لا يشبه كلام المخلوقين والمتهم به حميد۔

"عبید اللہ بن محمد بن بطہ العکبری الفقیہ امام ہے، لیکن بغوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابنِ صاعد رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اس کو اوہام ہوئے ہیں۔ ابنِ ابی فوارس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابنِ بطہ بغوی عن مصعب عن مالک، عَن الزُّهْرِيّ، عَن أنس رضي الله عنه کے طریق سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔(ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) یہ (سند) باطل ہے... ابو قاسم ازہری نے کہا: ابنِ بطہ ضعیف ضعیف ہے (یعنی سخت ضعیف ہے)!

میں (ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: روایتِ حدیث میں قلتِ اتقان کے باوجود ابنِ بطہ سنت کے امام تھے، فقہ کے امام تھے، صاحبِ احوال اور مستجاب الدعوۃ تھے۔ (ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا)

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ اس پر مزید فرماتے ہیں: میں ابنِ بطہ سے متعلق ایک ایسی بات پر مطلع ہوا ہوں جو بہت بڑی ہے اور اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔۔ (پھر ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اس کے آخر میں ہے)۔"موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کون عبرانی زبان والا ہے جو مجھ سے شجر کے پیچھے سے کلام کر رہا ہے۔تو فرمایا: میں اللہ ہوں!"

ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "یہ صحیح نہیں، اللہ کا کلام مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں ہوتا اور اس کو گھڑنے میں حمید متہم ہے۔"

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 342/5)

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ اس پر حمید کا دفاع فرماتے ہیں، اس کی مختلف متابعات کا ذکر کرتے ہیں اور یہ نتیجہ دیتے ہیں کہ حمید اس تہمت سے بری ہے اور بات ساری ابنِ بطہ پر ختم ہوتی ہے۔

البتہ اس پر آخری ثبت حافظ احمد بن الصدیق الغماری رحمۃ اللہ علیہ نے لگائی ۔

آپ فرماتے ہیں:

والحديث ثابت في جزء إسماعيلَ بنِ محمدِ الصفار، ومن طريقه أخرجه ابن طاهر المقدسي، وليست فيه زيادة المذكورة، وفي ذلك كفاية لإتهام ابن بطة بها۔

"یہ حدیث (ابنِ بطہ کے استاد) اسماعیل بن محمد صفار کے جزء میں ثابت ہے۔ ان کے طریق سے ابنِ طاہر مقدسی نے روایت کیا ہے اور اس میں یہ منکر الفاظ نہیں ہیں (کہ اللہ نے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی) **اور یہ دلیل ابنِ بطہ پر تہمت کے لیے کافی ہے۔**"

(عواطف اللطائف، ط المكتبة المكية، مكة المكرمة، ص107-108)

طالبانِ حق کو چاہیے کہ ابنِ بطہ کا یہ ترجمہ **"لسان المیزان"** سے نکال کر تفصیل سے پڑھیں۔ ان کو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک روایت میں متہم کہا ہے۔

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

أَنْبَأَنَا المُؤَمَّلُ بنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو اليُمْنِ الكِنْدِيُّ، أَخْبَرَنَا الشَّيْبَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الخَطِيْبُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الوَاحِدِ بنُ عَلِيٍّ الأَسَدِيُّ، قَالَ لِي أَبُو الفَتْحِ بنُ أَبِي الفَوَارِسِ: رَوَى ابْنُ بَطَّةَ، عَنِ البَغَوِيِّ، عَنْ مُصعبِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: طَلَبُ العِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔

قَالَ الخَطِيْبُ: هَذَا بَاطِلٌ، وَالحمْلُ فِيْهِ عَلَى ابْنِ بَطَّةَ۔

قُلْتُ: أَفحشَ العبارَةَ، وَحَاشَى الرَّجُلُ مِنَ التَّعَمُّدِ، لكِنَّهُ غلطَ وَدَخَلَ عَلَيْهِ إِسْنَادٌ فِي إِسْنَادٍ۔

"ابن بطہ کی سند سے مروی ہے۔۔۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طَلَبُ العِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔۔۔ خطیب فرماتے ہیں: یہ باطل ہے اور اس (کو گھڑنے) کا ذمہ دار ابن بطہ ہے۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں: یہ نہایت برا قول ہے جو (خطیب نے) کیا۔ یہ آدمی (ابنِ بطہ) اس سے دور ہے کہ جان بوجھ کر حدیث گھڑے۔ لیکن اس سے غلطی ہوئی ہے اور اس نے ایک حدیث میں دوسری حدیث کو داخل کر دیا ہے"۔

(سير أعلام النبلاء، ط الرسالة، 531/16)

فقیر کہتا ہے کہ بظاہر خطیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول درست معلوم ہوتا ہے اور اس کا معاملہ واضح نظر آتا ہے کہ یہ متہم تھا، جھوٹ بولتا تھا! مگر پھر بھی اس کا بے جا دفاع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ حنبلی عقیدے کا تھا اور اس باب میں اس کی تصانیف بھی ہیں، ورنہ جو خطائیں اور جرح اس پر موجود ہے، اس کا کچھ حصہ کسی اور راوی پر ہوتا تو اس کو فوراً کذابین کی فہرست میں ڈال دیا جاتا!!!

بہر حال ابنِ جوزی کی سند میں ابنِ بطہ ہے جو راوی کا نام عبد العزیز بن بحر بیان کرتا ہے۔ لہٰذا اس پر کچھ اعتماد نہیں اور عباس الدوری سے قابلِ قبول روایت وہی ہے جس میں راوی کا نام عبد العزیز بن یحییٰ ہے۔

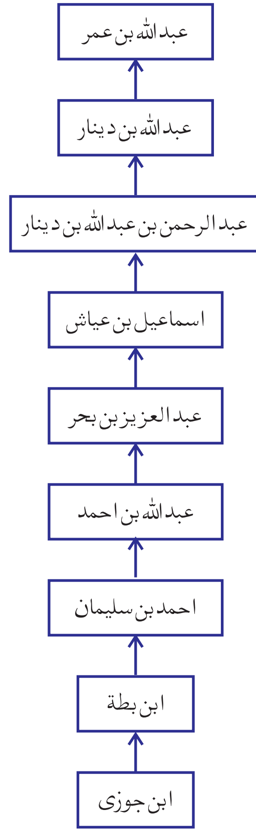
عبد اللہ بن احمد کی روایت

ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

أخبرنا علي قال نا علي أَنْبَأَنَا ابْنُ بَطَّةَ قَالَ نا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّجَّادُ قَالَ نا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ نا عَبْدُ العزيز ابن بَحْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ۔"

ترجمۂ حدیث: "آپ لوگوں کے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا اور حضرت معاویہ داخل ہوئے۔"

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، 278/1)



اس میں بھی ابنِ بطہ ہے۔ لہٰذا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

محمد بن قدامہ جوہری کی روایت

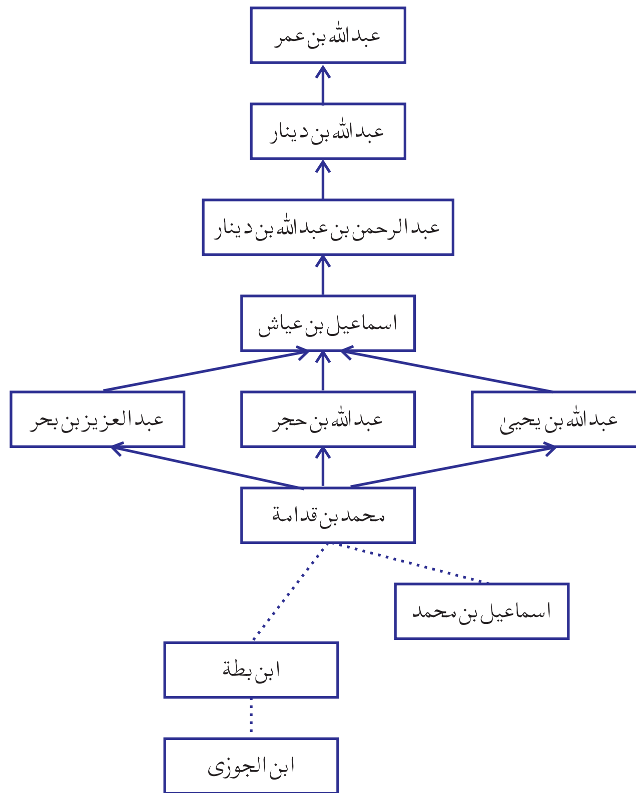
ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ بَطَّةَ قَالَ نا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَّاقُ قَالَ نا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نا عبد العزيز ابن بَحْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

عَيَاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَطْلُعُ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ"۔

ترجمۂ حدیث: اہلِ جنت میں سے ایک آدمی اس کشادہ راستے سے ظاہر ہوگا تو حضرت معاویہ ظاہر ہوئے۔

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهي، 278/1)



۱۔ اس سند میں ابنِ بطہ ہیں۔ ان پر کلام ہو چکا۔

۲۔ اس سند میں محمد بن قدامہ جوہری ضعیف ہیں۔

محمد بن عبید ہاشمی کی روایت

امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

أخبرنا أبو منصور عبد الرحمن بن محمد بن عبد الواحد أنا أبو بكر الخطيب أنا أبو الحسن بن رزقويه أنا أبو الخير فاتن بن عبد الله مولى أمير المؤمنين المطيع لله أنا أبو مروان عبد الملك بن محمد بن عبد الملك بن سلام ببيت المقدس نا أبو محمد جعفر بن محمد البردعي نا محمد بن عبيد الهاشمي عن عبد العزيز بن بحر نا إسماعيل بن عياش عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية فلما كان بعد الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية قال رجل هو هذا قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين۔

قال الخطيب عبد العزيز بن بحر ضعيف ومن دونه مجهولون۔

(تاريخ دمشق لابن عساكر، 98/59)

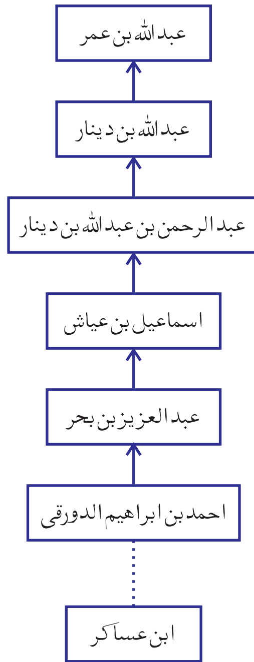
خطیب نے 'عبد العزیز بن بحر' کو ضعیف قرار دیا اور اس سے پہلے کے رواۃ کو مجہول!

اب مجہولین سے کیا نام ثابت کرنا! یہ نام واقعی عبد العزیز بن بحر تھا، یا پھر مجہول کے پردے میں چھپے کسی کذاب نے عبد العزیز بن یحییٰ سے تحریف کر کے بحر بنا دیا تاکہ سرقۂ حدیث ہو سکے! واللہ اعلم۔

احمد دورقی کی ایک اور روایت

وأخبرناه عاليا أبو بكر محمد بن علي بن عمر الكابلي وأبو القاسم عبد الصمد بن محمد بن عبد الله بن مندوية وأبو المطهر شاكر بن نصر بن طاهر وأبو غالب الحسن بن محمد بن عالي بن علوكة قالوا أنا أبو سهل أحمد بن أحمد بن عمر الصيرفي أنا أبو بكر أحمد بن يوسف بن أحمد الخشاب نا محمد بن سهل بن الصباح نا سلمة بن شبيب نا **أحمد بن إبراهيم الدورقي نا عبد العزيز بن بحر به**۔

(تاريخ دمشق لابن عساكر، 99/59)

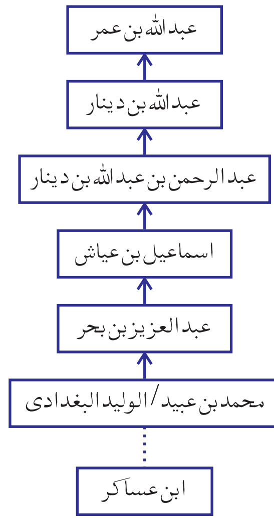


احمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں عبد العزیز بن یحییٰ نام بھی وارد ہوا ہے، جیسا کہ اس کا ذکر گزرا۔

ولید بغدادی کی روایت

وأخبرناه عاليا أبو عبد الله الفراوي أنا أبو سعد الجنزرودي أنا أبو نصر أحمد بن الحسين بن أحمد بن عبيد المرواني قراءة عليه نا أبو عبد الله محمد بن المسيب بن إسحاق الأرغياني حدثني الوليد البغدادي نا عبد العزيز بن بحر به۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، 59/99)



ولید بغدادی کے متعلق ہمیں کچھ معلومات نہیں مل سکیں۔ لہٰذا یہ عبد العزیز بن بحر نام اس روایت میں بھی ثابت نہیں۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ کے قول: **عبد العزيز بن بحر ضعيف ومن دونه مجهولون** پر بعض کہنے والوں نے کہا کہ مجہول کی روایت فقط ضعیف ہوتی ہے اور ضعیف چونکہ فضائل میں قبول ہوتی ہے، لہٰذا یہ حدیث بھی فضائل میں قبول ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ قول سراسر لاعلمی پر مبنی ہے۔ اس میں تین بڑی غلط فہمیاں ہیں:

۱۔ ہر قسم کی حدیثِ ضعیف کا فضائل میں قبول ہونا۔

۲۔ مجہول کی روایت کا فقط ضعیف ہونا۔

۳۔ روایت کے متن کو نظر انداز کر کے فقط سند کے مطابق مکمل روایت پر حکم لگانا۔

پہلی غلط فہمی :

"ہر قسم کی ضعیف حدیث فضائل میں قبول ہے۔"

پہلی غلط فہمی کا جواب یہ ہے کہ بے شک فضائل میں ضعیف احادیث کو قبول کیا جا سکتا ہے، لیکن اس کے کچھ قواعد وضوابط بھی ہیں۔ مثلاً :

۱۔ **ضعف شدید نہ ہو** اور شدید ضعف سے مراد یہ ہے کہ سند میں کوئی راوی **متہم**، **فاحش الخطاء**، یا **فاسق** نہ ہو۔ **جبکہ اس روایت کا ضعف شدید تر ہے۔** اس میں نہ صرف عبد العزیز میں مسئلہ ہے، بلکہ **مجاہیل** بھی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ **اسماعیل بن عیاش مدنی** راویوں سے سخت منکر مرویات بیان کرنے والا راوی ہے اور پھر **عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار** اپنے والد سے سخت منکر احادیث بیان کرتا ہے۔ اس قدر **علتوں** کے بعد روایت فقط ضعیف نہیں رہتی، بلکہ **"ضعیف جداً"** کے درجے پر چلی جاتی ہے، جس کو فضائل وغیرہ میں ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ **اس میں وارد فضائل کی کوئی ثابت شدہ صحیح نص موجود ہو،** جبکہ محقق قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ کے فضائل میں سرے سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ فضائل تو کجا بلکہ بخاری ومسلم کی صحیح احادیث اور دیگر کتبِ حدیث میں زیرِ بحث حدیث سے بہتر درجہ کی احادیث تو معاملہ کچھ اور ہی بتاتی ہیں، جن پر احادیث گھڑنے والوں نے خوب پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

۳۔ **ضعیف روایت کا متن منکر نہ ہو،** جبکہ اِس روایت کا متن ہی منکر ہے۔ یہ حدیث درحقیقت **سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ** کے فضائل میں ہے اور راویوں نے وہاں سے چرا کر حضرت معاویہ کا نام اس پر چسپاں کر دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اور اس پر وارد اشکالات

اس روایت سے متعلق حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں کچھ اختلاف واقع ہوا ہے اور یہ اختلاف ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کو متنِ حدیث پر نہیں۔ اس پر تو وہ اپنی آخری تصنیف ''سیر اعلام النبلاء'' میں موضوع ہونے کا حکم لگا چکے ہیں۔ البتہ سند میں رواۃ سے متعلق حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

ابنِ عراق رحمۃ اللہ علیہ اس روایت سے متعلق فرماتے ہیں:

(مي) وَ (ابْنُ الْجَوْزِيّ) فِي الْوَاهِيَاتِ وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَن بن عبد الله بن دِينَارٍ لَا يُحْتَجُّ بِهِ, وَعَنْهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ كَثُرَ الْخَطَأُ فِي حَدِيثِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَخَرَجَ عَنْ حَدِّ الاحْتِجَاجِ بِهِ, وعَنهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ, قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيزَانِ: مَجْهُولٌ فَكَأَنَّهُ سَرَقَهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ (قُلْتُ) وَافَقَ الذَّهَبِيَّ فِي الْوَاهِيَاتِ عَلَى جَهَالَةِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَوَصَفَهُ بِالْمُؤَدِّبِ, ثُمَّ قَالَ: إِنَّ عَبَّاسًا الدُّورِيَّ رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ بَحْرٍ يَعْنِي الَّذِي وَالِدُهُ بِالْمُوَحَّدَةِ وَالرَّاءِ فِي آخِرِه وَقَالَ: مَشْهُور, وَمَا رَأَيْت أحد ضَعَّفَهُ بَلْ إِسْمَاعِيلُ صَاحِبُ عَجَائِبَ عَنِ الْحِجَازِيِّينَ انْتَهَى وَنَاقَضَ ذَلِكَ فِي الْمِيزَانِ فَقَالَ: عَبْدُ الْعَزِيزِ بن بَحر الْمروزِي عَن إِسْمَاعِيل بْنِ عَيَّاشٍ بِخَبَرٍ بَاطِلٍ, وَقَدْ طُعِنَ فِيهِ انْتَهَى وَاللهُ أَعْلَم۔

''دیلمی رحمۃ اللہ علیہ ''مسند'' میں اور ابنِ جوزی ''الواہیات'' میں اس کو روایت کرتے ہیں اور اس میں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار قابلِ حجت نہیں اور اس سے اسماعیل بن عیاش نے روایت کی جو کہ اپنی حدیث میں کثرت سے خطا کرنے والا ہے جبکہ اسے معلوم بھی نہیں ہوتا، لہٰذا وہ قابلِ حجت ہونے کی حد سے نکل چکا ہے اور اس سے عبد العزیز بن یحییٰ مروزی نے روایت کی۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''میزان'' میں (اس سے متعلق) کہا: ''مجہول ہے، گویا کہ اس نے سرقۂ حدیث کیا ہے، کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔'' میں (ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنی

کتاب) ''**تلخيص الواهيات**'' میں عبد العزیز کے مجہول ہونے پر موافقت کی ہے اور اس کو مؤدب کے ساتھ موصوف کیا ہے، پھر کہا: عباس الدوری نے اس کو عبد العزیز بن بحر سے روایت کیا اور کہا: ''یہ مشہور ہے''۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس (عبد العزیز) کو ضعیف کہا ہو، بلکہ (اس سند میں) اسماعیل (بن عیاش) اہلِ حجاز سے عجائب روایت کرنے والا ہے۔ (ابنِ عراق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) پھر ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''**میزان الاعتدال**'' میں اس سے متضاد قول اختیار کیا اور کہا: عبد العزیز بن بحر مروزی نے اسماعیل بن عیاش سے باطل خبر روایت کی اور اس پر طعن کیا گیا ہے۔''

(تنزيه الشريعة المرفوعة، ط دار الكتب العلمية - بيروت، 20/2)

ابنِ عراق رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر مندرجہ ذیل امور ہیں:

۱۔ ''**میزان الاعتدال**'' کا جو نسخہ ہمارے پاس ہے اس میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد العزیز بن یحییٰ کو مجہول نہیں کہا، بلکہ عبد اللہ بن یحییٰ کو مجہول کہا ہے اور اسی کو مؤدب کے نام سے موصوف کیا ہے۔

وحدثنا أحمد بن الحسين الصوفي، حدثنا محمد بن قدامة الجوهري، حدثنا عبد الله ابن يحيى المؤدب، عن إسماعيل بن عياش، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن أبيه، عن ابن عمر - مرفوعاً: يطلع عليكم رجل من أهل الجنة۔ فطلع معاوية۔ فالمؤدب مجهول، فكأنه سرقه، فإنه ليس بصحيح۔

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے سامنے ظاہر ہوگا تو حضرت معاویہ ظاہر ہوئے... مؤدب شخص نامعلوم ہے، گویا اس نے (یہ روایت) چوری کی، یہ درست نہیں ہے۔''

(ميزان الاعتدال، 495/1)

بلکہ ''**میزان الاعتدال**'' سے حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی نقل کیا ہے:

وحدثنا أحمد بن الحسين الصوفي، حَدَّثَنَا محمد بن قدامة الجوهري، حَدَّثَنَا عبد الله بن يحيى المؤدب عن إسماعيل بن عياش، عَن عَبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عَن أبيه، عَنِ ابن عمر مرفوعا: يطلع

عليكم رجل من أهل الجنة فطلع معاوية۔ فالمؤدب مجهول فكأنه سرقه فإنه ليس بصحيح۔

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے سامنے ظاہر ہوگا تو معاویہ ظاہر ہوئے... مؤدب شخص نامعلوم ہے، گویا اس نے (یہ روایت) چوری کی، یہ درست نہیں ہے۔''

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 56/3)

لہٰذا ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد العزیز بن یحییٰ کو مجہول قرار دیا ہے، یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔

۲۔ عبد العزیز بن بحر سے متعلق ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں تبدیلی نظر آتی ہے اور اس تبدیلی کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ ایک مشکل ترین روایت ہے۔ ایک ہی راوی کے پانچ پانچ نام بتائے جا رہے ہیں۔ راویوں نے اس انداز سے اس کو وضع کیا ہے کہ بہت زیادہ غور وفکر اور طرق کو جمع کرنے کے بعد ہی اس کی حقیقت کھلتی ہے۔

اسی لئے جو کتب حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ابتدائی زمانے میں تصنیف فرمائی ہیں وہاں پر اس روایت کی سند کو لے کر آپ کے کلام میں کچھ تردد ہے۔ جیسے ''تلخيص العلل المتناهية'' میں ہے، لیکن بعد کی تصانیف میں اس پر آپ نے واضح انداز میں موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

''تاریخِ اسلام'' میں آپ عبد العزیز بن بحر سے متعلق فرماتے ہیں کہ کسی نے بھی اس کی تضعیف نہیں کی۔

عَبْد العزيز بْن بحر الْمَرْوَزِيّ المؤدِّب۔ [الوفاة: 231-240ھ] نزيل بغداد۔ عَنْ: سُلَيْمَان بْن أرقم، وعطّاف بْن خَالِد، وإسماعيل بْن عيّاش۔ وَعَنْهُ: عبد الله ابن أبي سعد الوَرّاق، وابن أبي الدنيا، ومحمد بن سويد الطحان، وآخرون۔ لم يضعف۔

(تاريخ الإسلام، ت بشار، 872/5)

اس مقام پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے شاید اس کی احادیث نہیں تھیں۔ فقط جرح و تعدیل کے اقوال کی عدم موجودگی کے سبب آپ نے یہ حکم لگایا ہے۔

پھر آپ "المغنی" میں فرماتے ہیں:

عبد الْعَزِيز بن بَحر الْمروزِي عَن إِسْمَاعِيل بن عَيَّاش بِخَبَر كذب ينظر من ذَا۔

"**عبد العزیز بن بحر** نے **اسماعیل بن عیاش** سے جھوٹی روایت بیان کی ہے، دیکھا جائے کہ وہ کون ہے"۔

(المغني في الضعفاء، ط إدارة إحياء التراث - قطر، 396/2)

یعنی روایت اس قدر واضح موضوع ہے کہ اس کو روایت کرنے کے سبب اس پر جرح بنتی ہے۔

اور اسی راویت سے متعلق ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

عبد الله بن يحيى الْمُؤَدب عَن اسماعيل بن عَيَّاش بِخَبَر كذب فِي فضل مُعَاوِيَة لَا يعرف۔

"**عبد اللہ بن یحییٰ المؤدب نے اسماعیل بن عیاش سے فضائلِ معاویہ میں جھوٹی خبر روایت کی، یہ معروف نہیں**"۔

(المغني في الضعفاء، 362/1)

(**تنبیہ:** فقیر کی نظر میں یہ عبد اللہ بن یحییٰ عبد العزیز بن یحییٰ ہی ہے۔ اس کا نام بدل کر یہ روایت بیان کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔)

یعنی اب راوی پر حکم فقط اس سے متعلق اقوالِ جرح و تعدیل کی موجودگی و عدم موجودگی کے سبب نہیں لگا رہے، بلکہ اس کی روایت کو دیکھ کر بتا رہے ہیں کہ اس نے اسماعیل بن عیاش سے جھوٹ روایت کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روایت بدیہی طور پر موضوع ہے۔

پھر اسی حکم کو آپ نے "**میزان الاعتدال**" میں برقرار رکھا۔

عبد العزيز بن بحر المروزي۔عن إسماعيل بن عياش بخبر باطل، وقد طعن فيه عباس الدوري، واللفظ له، وعبد الله بن أحمد، وغيرهما، قالوا: حدثنا عبد العزيز بن بحر، حدثنا إسماعيل بن عياش، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن أبيه، عن ابن عمر - إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الآن يطلع عليكم رجل من أهل الجنة، فطلع معاوية، فقال: أنت يا معاوية مني وأنا منک، لتزاحمني على باب الجنة كهاتين - وأشار بأصبعيه۔

''عبد العزیز بن بحر المروزی، نے اسماعیل بن عیاش سے باطل خبر روایت کی ہے اور اس پر طعن کیا گیا ہے۔ عباس الدوری اور یہ الفاظ ان کے ہیں عبد اللہ بن احمد اور دیگر لوگوں نے روایت کیا: حدثنا عبد العزيز بن بحر، حدثنا إسماعيل بن عياش۔۔۔الخ''

(میزان الاعتدال، 623/2)

۳۔ ان تمام کتب کے بعد لکھی جانے والی کتاب ''سير أعلام النبلاء'' میں بھی اس روایت کے موضوع ہونے کا حکم آپ نے بیان کیا کہ یہ بدیہی طور پر موضوع ہے۔ اس کی سند کو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔

دوسری غلط فہمی :

"مجہول کی روایت فقط ضعیف ہوتی ہے موضوع نہیں"

اس مقام پر بعض نادان یہ سمجھے کہ شاید حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے (معاذ اللہ) اس روایت کا دِفاع کیا ہے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ پر یہ بات منسوب کرنے والے کو غلط فہمی اس بات پر ہوئی ہے کہ انہوں نے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے بعد ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس راوی کو مجہول کہا ہے اور ہمارے ان احباب کے مطابق مجہول کی روایت تو فقط ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا دفاع کیا ہے!

یہ قول سراسر لاعلمی پر مبنی ہے اور حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ اور آئمہ جرح و تعدیل کے منہج و ذوق کو نہ سمجھنے کے باعث ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل امور ہیں:

اول: اس روایت کا موضوع ہونا صبحِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کا تھوڑا سا ذوق رکھنے والا شخص بھی سن کر جان جائے گا کہ یہ روایت موضوع ہے، چہ جائیکہ اس بات کو ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا جائے!

دوم: حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کا منہج یہ ہے کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے اگر کوئی اہم قول رہ جائے تو اس کا استدراک فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اس استدراک کے نتیجے میں وہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کر رہے ہیں۔

عبد العزیز بن بحر سے متعلق ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس لئے ذکر کیا کیونکہ ان کا ترجمہ "الکامل" میں قائم نہیں ہے اور ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد العزیز سے متعلق تبصرہ دیگر رواۃ کے تحت کیا ہے۔ اس لیے ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

وقال ابن عَدِي في ترجمة عبد العزيز بن يحيى المدني: عبد العزيز بن بحر مجهول۔ وقال في ترجمة عطاف بن خالد: عبد العزيز بن بحر ليس بمعروف۔

"ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد العزیز بن یحییٰ مدنی کے ترجمہ میں کہا: عبد العزیز بن بحر مجہول ہے اور عطاف بن خالد کے ترجمہ میں کہا: عبد العزیز بن بحر معروف نہیں۔"

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 194/5)

سوم: کسی راوی کو مجہول کہنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس کی روایت موضوع نہیں، فقط ضعیف ہے۔ اصولِ حدیث کی فقط نظری بحثوں میں الجھے رہنے والے یہ غلطی عام کرتے ہیں، جبکہ تمام حفاظ کا منہج اس کے برعکس ہے۔

مجہول کی روایت قبول بھی ہوسکتی ہے، فقط ضعیف بھی اور موضوع بھی۔

اس پر آئمہ جرح و تعدیل کی بعض تصریحات پیش ہیں:

۱۔ ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ کا مجہول رواۃ کے باوجود روایت کو باطل قرار دینا:

سهل بن قرين۔روى عنه ابنه قرين بن سهل، وَعَبد الرَّحْمَن بن سلام الجمحي، وَهو منكر الحديث بصريَ۔

حَدَّثَنَا مُحَمد بْنُ يُونُس الْعُصْفُرِيُّ، حَدَّثنا أبو عَبد الرحمن قرين بن سهل بن قرين، حَدَّثنا أَبِي، عنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مُحَمد بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ، قَال: قَال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَا هَمَّ إِلَاّ هَمُّ الدَّيْنِ، ولَا وجع إلَاّ وجع العين۔

قَالَ الشَّيخ: وهذه الأَحاديث الثلاثة بهذا الإسناد **منكر باطل أسانيدها ومتونها** إلَاّ حديث صنفان من أمتي فإنه قد روي من غير هذا الطريق۔

وقد حدث بحديث لا هم إلَاّ هم الدين عن سهل عَبد الرَّحْمَن بْن سلام الجمحي وقال بعض الناس عنه سهل بن قريب بالباء وَاللهُ أعلم أيما الصواب من ذلك **لأن سهل هذا غير معروف، ولَا أعرف له غير هذه الأحاديث**۔

"شیخ نے کہا: یہ تینوں حدیثیں جو اس سلسلہ کے ساتھ ہیں، باطل ہیں، ان کی سندیں اور ان کے متون باطل

ہیں، سوائے صنفان من أمتي والی حدیث کے، کیونکہ یہ اس طریق کے علاوہ کسی اور سے روایت کی گئی ہے۔ ایک حدیث لاھم الا ھم الدین سہل عبدالرحمٰن بن سلام الجمحی نے روایت کی ہے اور بعض لوگوں نے ان کے بارے میں کہا کہ سہل بن قریب ہے باء کے اور خدا جانتا ہے کہ اس میں کیا صحیح ہے کیونکہ یہ سہل غیر معروف ہے اور میں نے ان احادیث کے علاوہ ان سے کچھ نہیں جانا۔

(الكامل في ضعفاء الرجال، ط الكتب العلمية، 517/4)

اس پر کیا کہیں گے کہ ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ سے خطا ہوئی ہے کہ انہوں نے مجہول کی حدیث کو باطل قرار دیا ہے؟

۲۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا مجہول رواۃ کی موجودگی کے باوجود روایت پر وضع کا حکم لگانا:

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد احادیث پر وضع کا حکم لگایا ہے اور ساتھ تصریح بھی فرمائی ہے کہ اس کا راوی مجہول ہے۔

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ بَقِيَة، عَنْ أَبِي سُفْيان الأَنْمارِي، عن يحيى ابن سَعِيدٍ الأَنْصَارِيّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيّبِ، عَنْ عُثْمَانَ، عَنِ النبيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَنَّهُ توضَّأَ وخلَّل لِحيَتَهُ؟

فَقَالَ: هَذَا حديثٌ موضوعٌ، وَأَبو سُفْيان الأنماريُّ مجهولٌ۔

"انہوں نے فرمایا: یہ روایت موضوع ہے اور ابو سفیان انماری مجہول ہے"۔

(العلل، لابن أبي حاتم ت الحميد، 14/2)

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رواه عبدُالله بنُ المُطَّلِب العِجْلي، عَنِ الْحَسَنِ بْنُ ذَكْوان، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِير، عَنْ أَبِي سَلَمة، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إنَّ أَهْلَ البَيْتِ لَيَقِلُّ طُعْمُهُمْ، فَتَسْتَنِيرُ بُيوتُهُم؟

قَالَ أَبِي: هَذَا حديثٌ كذبٌ، وعبدُالله بْنُ المُطَّلِب مجهولٌ۔

"میرے والد (ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: یہ حدیث جھوٹ ہے اور عبد اللہ بن مطلب مجہول ہے"۔

(العلل، لابن أبي حاتم ت الحميد، 360/4)

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ بَقِيَّة، عَنْ أَبِي الفَضْل، عَنْ مَكحُول، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النبيِّ (ص) قَالَ: مِنْ سَعَادَةِ المَرْءِ خِفَّةُ لِحْيَتِهِ۔

قلتُ لأَبِي: مَنْ أَبُو الفَضْل هَذَا؟ قَالَ: شيخٌ مجهول۔ وقال أَبِي: هَذَا حديثٌ موضوعٌ باطلٌ۔

''میں نے اپنے والد سے سوال کیا: ابو الفضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: مجہول شیخ ہے اور فرمایا: یہ حدیث موضوع و باطل ہے۔''

(العلل، لابن أبي حاتم، ت الحميد، 27/6)

۳۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا مجہول رواۃ کو ان کی منکر مرویات کے باعث متروک قرار دینا:

مندرجہ ذیل عبارات ''سؤالات البرقاني للدارقطني'' سے ہیں:

- وإسحاق بن عمر عن عائشة، مجهول يترك
- قلت له حابس اليماني عن أبي بكر الصديق، فقال مجهول متروك
- وعن علي بن أبي فاطمة يحدث عنه يونس بن بكير، فقال مجهول يترك
- وعمرو بن أبي نعيمة المعافري مجهول مصري يترك
- عتبة أبو عمر كوفي شيخ لا بأس به، يحدث عن ابن نهشل مجهول يترك حديثه
- وعلوان أبو رهم مجهول يترك، لا يحدث عنه غير ليث بن أبي سليم
- عن يزيد بن زيد مولى أبي أسيد البدري فقال: مجهول متروك
- وأبو سعد الساعدي عن أنس مجهول يترك حديثه
- وأبو ماجد وقيل أبو ماجدة عن ابن مسعود مجهول متروك

۴۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا سند میں مجہولین کے باوجود روایت کو موضوع قرار دینا:

قال الخطيب: حدثنا أبو الحسن أحمد بن علي البادا قال: أنبأنا أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن شاذان

قال: حدثني أبو الحسن علي بن عمرو الجريري قال: أنبأنا محمد بن إسماعيل الرقي، قال: حدثنا محمد بن عمرو الحوضي البزار، قال: حدثنا موسى بن إدريس عن أبيه، عن جده عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وسلم يقول: "اسمي في القرآن: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾، واسم علي بن أبي طالب: ﴿وَالْقَمَرِ إِذَا تَلاهَا﴾، والحسن والحسين: ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا﴾، واسم بني أمية: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا﴾"۔

قال الخطيب الحافظ: **هذا الحديث منكر جداً بل هو موضوع، وفي إسناده ثلاثة مجهولون:** محمد بن عمرو بن عمرو الحوضي، وموسى بن إدريس وأبوه، ولا يصح بوجه من الوجوه۔

"خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **یہ حدیث بہت زیادہ منکر ہے، بلکہ موضوع ہے۔** اس کی سند میں تین مجاہیل ہیں: محمد بن عمرو بن عمرو الحوضی، موسیٰ بن ادریس اور اس کا والد۔ یہ کسی سند سے بھی صحیح نہیں"۔

(السابق واللاحق، ط دار الصميعي، الرياض، ص263)

۵۔ حافظ ذہبی سے ایک حوالہ:

أسد بن خالد، شيخ خراساني۔ **لا يدري من هو۔ والخبر الذي رواه باطل۔**

"اسد بن خالد: خراسانی شیخ ہے، **میں نہیں جانتا** کون ہے اور وہ خبر جو یہ روایت کرتا ہے وہ **باطل** ہے"۔

(ميزان الاعتدال، 206/1)

ان واضح دلائل کے بعد اب کیا یہ کہا جائے گا کہ **مجہولین** کی روایت **فقط ضعیف** ہوتی ہے جو فضائل میں قبول ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں! اگرچہ اکثر مجاہیل کی روایات ضعیف ہوتی ہیں، لیکن یہ کوئی مجاہیل کی روایت پر جامع و مانع حکم نہیں جیسا کہ واضح ہے۔

اور مجہول کی روایت **فی نفسہٖ ضعیف** نہیں ہوتی، بلکہ **حکماً ضعیف** ہوتی ہے کیونکہ ہمیں اس خاص راوی سے متعلق

معلومات نہیں ہوتیں۔ اس لیے اس کی مرویات کا معاملہ اس کی شخصیت سے نکل کر اس کے روایت کردہ متون پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر بیان کردہ متن ثقات کے موافق ہو تو اس کا مجہول ہونا ضرر رساں نہیں کیونکہ اس کے بغیر بھی روایت ثابت ہے۔

اگر اصل تو موجود ہو لیکن موافقت میں کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو یا بعض الفاظ کی زیادتی وغیرہ نظر آئے تو اس کو ضعیف کہتے ہیں۔

اور اگر شدید منکر متن بیان کر رہا ہو تو اس روایت کے موضوع ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے اور مجہول کو ترک کر دیا جاتا ہے، کیونکہ اگر یہ معروف بھی ہوتا اور ایسا متن روایت کرتا تو اس کے باوجود اس کو ترک کر دیا جاتا۔ لہٰذا اس کا مجہول ہونا نہ ہونا اس مقام پر معنی نہیں رکھتا۔

ثقات کی موافقت کے سبب مجہول رواۃ کی حدیث کو قبول کرنا

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

أخبرنا علي بن الْحُسَيْن صاحب العباسي، قَالَ: أخبرنا عَبْد الرَّحْمَنِ بْن عُمَر الخلال، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّد بْن إِسْمَاعِيل الفارسي، قَالَ: حَدَّثَنَا بكر بْن سهل، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْد الخالق بْن منصور، قَالَ: وَسألت يَحْيَى بْن معين عَنْ حاجب، فَقَالَ: لا أعرفه، وَأما أحاديثه فصحيحة۔ فقلت ترى أن أكتب عنه؟ فَقَالَ: ما أعرفه، وَهُوَ صحيح الحديث۔

"...عبد الخالق بن منصور نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے حاجب سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: میں اسے نہیں جانتا، مگر جہاں تک اس کی احادیث کا معاملہ ہے تو وہ صحیح ہیں۔ میں نے کہا: آپ کے خیال میں مجھے اس سے روایت لکھنی چاہیے؟ انہوں نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا اور وہ صحیح الحدیث ہے۔"

(تاریخ بغداد، ت بشار، 190/9)

وسمعت أبا دَاوُد سئل عَن العلاء بْن خَالِد فَقَالَ: "مَا عندي من علمه شَيْء، أرجو أَن يَكُون ثقة۔

"میں نے سنا ابو داود سے کہ علاء بن خالد سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس اس کا علم نہیں، میں امید کرتا ہوں کہ وہ ثقہ ہے۔"

(سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود السجستاني في الجرح والتعديل، ص159)

ان واضح دلائل کے بعد کیا کہیں گے؟ کیا یہ آئمہ جرح و تعدیل نہیں جانتے تھے؟

اور زیرِ بحث حدیث اس قدر واضح طور پر موضوع ہے کہ اس پر وضع کا حکم لگانے کے لئے کسی راوی کے حالات کو جاننا بھی ضروری نہیں۔ لہٰذا ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذہبی رحمۃ اللہ علیہ پر استدراک کرنا ہرگز اس بات کی دلیل نہیں کہ ان کے نزدیک یہ روایت فقط ضعیف ہے، نہ کہ باطل!

بلکہ چند اور مقامات "لسان المیزان" سے پیش ہیں، جن پر غور فکر کرنے سے وہ بات اور واضح ہو جائے گی جو ہم نے بیان کی:

أحمد بن معدان العبدي عن ثور بن يزيد قال الدارقطني: متروك وقال آخر: واه يجهل انتهى (كلام الذهبي)۔

"احمد بن معدان عبدی نے ثور بن یزید سے نقل کیا ہے دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک ہے اور ایک دوسرے شیخ نے کہا کہ وہ ناواقف ہے۔"

(وزاد ابن حجر): وقال الأزدي: واسطي متروك، وقال ابن أَبِي حاتم: روى عنه محمد بن الوزير الواسطي سألت أبي عنه فقال: هو مجهول والحديث الذي رواه باطل۔ وأورده ابن حبان في ترجمته وقال: لا يجوز الاحتجاج بروايته يعني حديثه عن ثور، عن خالد بن معدان، عن معاذ بن جبل رفعه: ما عظمت نعمة الله على عبد إلا عظمت مؤونة الناس عليه فمن لم يحمل تلك المؤونة فقد عرض تلك النعمة للزوال۔

وقال ابن عَدِي: ليس بمعروف۔ وَأَورَدَ له الحديث المذكور وقال: هذا الحديث يروى من وجوه كلها غير محفوظة، وَلا أعرف لأحمد هذا غير هذا الحديث۔

''(اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا) : .....وہ مجہول ہے اور جو حدیث اُس نے بیان کی وہ باطل ہے..... اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : وہ معروف نہیں ہے۔''

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 676/1)

الحسين بن إبراهيم البابي، عن حميد الطويل، عَن أَنس رضي الله عنه بحديث موضوع تختموا بالعقيق فإنه ينفي الفقر واليمنى أحق بالزينة وحسين لا يدرى من هو فلعله من وضعه وله حديث آخر رواه ابن عَدِي عن عيسى بن محمد عنه، عَن حُمَيد، عَن أَنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لما عرج بي رأيت على ساق العرش لا إله إلا الله محمد رسول الله أيدته بعلي نصرته بعلي وهذا اختلاق بَيِّنٌ انتهى (كلام الذهبي)۔

(وزاد ابن حجر): ورواه ابن عساكر في ترجمة الحسن بن محمد بن أحمد بن هشام السلمي بسنده إليه، عَن أبي جعفر محمد بن عبد الله البغدادي حدثني محمد بن الحسن بالباب والأبواب، حَدَّثَنا حميد الطويل فذكر مثله وهو موضوع لا ريب لكنني لا أدري من وضعه وقال ابن عَدِي لما أخرجه: هذا حديث باطل والحسين مجهول وقد ذكره عياض من وجه آخر رواه، عَن أبي الحمراء۔

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 142/3)

حافظ ابنِ حجر کا قول: وهو موضوع لا ريب لكنني لا أدري من وضعه یعنی ''یہ روایت بلا شک و شبہ موضوع ہے، لیکن میں نہیں جانتا کہ اس کو کس نے گھڑا ہے''۔ اس پر غور فرمائیں!

یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے جس کو ہم بارہا بیان کر آئے کہ روایت کے موضوع ہونے کے لئے سند میں کذاب کا پتا چل جانا لازم نہیں، بہت سی مرویات بدیہی طور پر ہی موضوع ہوتی ہیں!!!

يحيى بن خالد: عن روح بن القاسم بخبر باطل مجهول من مشيخة بقية انتهى (كلام الذهبي)۔

(وزاد ابن حجر): ذكره ابن عَدِي فقال: مجهول من مجهولي بقيةَ وَأورَدَ له حديث: من دخل على قوم لطعام لم يدع له فأكل دخل فاسقا وأكل حراما أورده عن روح عن ليث عن مجاهد، عَن أبي هريرة وعن روح عن سعيد بن أبي سعيد عن عروة عن عائشة وقال: هذان منكران عن روح لم يروهما عنه غير يحيى۔

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 433/8)

اور اگر ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کرنا ہوتو اس کا ذکر صراحت کے ساتھ بھی کر دیتے ہیں۔

مثلاً:

الحر بن مالک أبو سهل العنبري: أتى بخبر باطل، فقال: حَدَّثَنَا شعبة، عَن أبي إسحاق، عَن أبي الأحوص، عَن عَبد الله مرفوعا: من سره أن يحبه الله ورسوله فليقرأ في المصحف. رواه ابن عَدِي في ترجمته فقال: حَدَّثَنَا ابن بخيت، حَدَّثَنَا إبراهيم بن جابر، حَدَّثَنَا الحر بن مالک فذكره. وإنما اتخذت المصاحف بعد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ. انتهى (كلام الذهبي).

(وزاد ابن حجر): وهذا التعليل ضعيف ففي الصحيحين أن النبي صَلَّى الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ نهى أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو مخافة أن يناله العدو وما المانع أن يكون الله أطلع نبيه على أن أصحابه سيتخذون المصاحف... لكن الحر مجهول الحال۔

"(اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا): یہ استدلال ضعیف ہے، صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمن کی سرزمین پر قرآن کے ساتھ سفر کرنے سے اس خوف سے منع فرمایا ہے کہ کہیں دشمن اس تک پہنچ نہ جائے۔۔۔اور اللہ کے لئے اپنے نبی کو یہ بتانے سے کیا مانع تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ قرآن کو لے لیں گے؟ لیکن حر (بن مالک ابوسہل عنبری) مجہول الحال ہے۔"

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 11/3)

تیسری غلط فہمی:

"روایت کا موضوع ہونا فقط سندِ حدیث سے پتا چلتا ہے"

اول تو جو مثالیں مجہول کی روایت سے متعلق دی ہیں کہ بعض اوقات ان کی مرویات کو متروک، بلکہ موضوع تک کہا جاتا ہے، وہ مثالیں اس بات کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ روایت پر حکم فقط راویوں کا محتاج نہیں، بلکہ شرحِ صدر رکھنے والے محدثین کرام متن کو دیکھ کر قطعی طور پر اس کے موضوع ہونے کا حکم لگاتے ہیں، اگرچہ سند سے اس کی کوئی دلالت نہ ملے۔

اس پر خطیب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چشم کشا کلام پیش ہے:

آپ محمد بن بیان بن مسلم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

حدث عَن الحسن بن عرفة. روى عنه مُحَمَّد بْن عُبَيْد الله بْن الشخير الصيرفِي. قَالَ ابْنُ الشِّخِّيرِ وَكَانَ ثِقَةً، أَمْلَى عَلَيْنَا مِنْ أَصْلِهِ قال نا الحسن بن عرفة قال نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ التِّينِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرِحَ لَهَا فَرَحًا شَدِيدًا، فَسَأَلْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ تَفْسِيرِهَا فَقَالَ: أَمَّا قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: وَالتِّينِ فَبِلادُ الشَّامِ، وَالزَّيْتُونِ فَبِلادُ فِلِسْطِينَ، وَطُورِ سِينِينَ فَطُورِ سِينَا الَّذِي كَلَّمَ اللهُ عَلَيْهِ مُوسَى، وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ فَبَلَدُ مَكَّةَ، وَلَقَدْ خَلَقْنَا الإنسان في أحسن تقويم محمّد، ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ عُبَّادُ اللاتِ وَالْعُزَّى، إلا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طالب، أليس الله بأحكم الحاكمين بَعَثَكَ فِيهِمْ نَبِيًّا وَجَمَعَكُمْ عَلَى التَّقْوَى يَا محمّد.

"اس نے حسن بن عرفہ سے روایت کی اور اس سے محمد بن عبید اللہ بن شخیر صیرفی نے روایت لی۔ ابنِ شخیر نے کہا: یہ ثقہ تھے۔ اپنی اصل (کتاب) سے ہمیں انہوں نے املا کروائی۔۔۔ نا الحسن بن عرفة قال نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۃ التین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد خوش ہوئے۔ ہم نے ابنِ عباس رحمۃ اللہ علیہ سے بعد میں اس کی تفسیر سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: وَالتِّينِ سے مراد بلادِ شام ہیں۔ ﴿وَالزَّيْتُونِ﴾ سے مراد بلادِ فلسطین ہیں، ﴿وَطُورِ سِينِينَ﴾ سے مراد طورِ سینا ہے جس پر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، ﴿وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ﴾ سے مراد مکہ ہے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الإنسان في أحسن تقويم﴾ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ﴿ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ سے مراد لات اور عزیٰ کے پجاری ہیں۔ ﴿إِلا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ سے مراد ابو بکر و عمر ہیں۔ ﴿فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ سے مراد عثمان بن عفان ہیں، ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ﴾ سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، ﴿أليس الله بأحكم الحاكمين﴾ سے مراد یہ ہے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !اللہ نے آپ کو ان میں نبی بنا کر بھیجا اور تقویٰ پر جمع کیا"۔

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد خطیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هذا الحديث بهذا الإسناد باطل، لا أصل له يصح فيما نعلم، والرجال المذكورون في إسناده كلهم أئمة مشهورون غير محمد بن بيان، ونرى العلة من جهته، وتوثيق ابن الشخير له ليس بشيء، لأن من أورد مثل هذا الحديث بهذا الإسناد قد أغنى أهل العلم عن أن ينظروا في حاله، ويبحثوا عن أمره، ولعله كان يتظاهر بالصلاح فأحسن ابن الشخير به الظن وأثنى عليه لذلك.

"یہ حدیث اس سند سے باطل ہے، ہمارے علم میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس کی سند کے سارے راوی مشہور آئمہ ہیں، محمد بن بیان کے سوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی علت اسی کی وجہ سے ہے اور ابنِ شخیر کا اس کی توثیق کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ جو اس طرح کی روایت اس طرح کی سند سے بیان کرے اہلِ علم اس سے مستغنی ہو جاتے ہیں کہ اس کے حال پر غور وفکر کریں اور اس کے معاملے میں تحقیق کریں (یعنی کذب اس قدر واضح ہے کہ راوی کا

حال جاننے کی بھی ضرورت نہیں)، شاید وہ (محمد بن بیان) ظاہر میں ٹھیک تھا، تو ابنِ شخیر نے اس سے حسنِ ظن رکھا اور اس سبب سے اس کی تعریف کی"۔

(تاریخ بغداد وذیوله، ط العلمية، 96/2)

خطیب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام میں عقل رکھنے والوں کے لیے بہت کچھ ہے۔ اس میں سے چند اہم باتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ روایت پر وضع کے آثار اس قدر واضح ہوتے ہیں کہ پھر یہ معنی نہیں رکھتا کہ اس کو کون بیان کر رہا ہے، بلکہ اس کو بیان کرنے کے سبب راوی متہم قرار پاتا ہے۔

۲۔ غور کریں کہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ اس پر ابنِ شخیر کی توثیق بھی قبول نہیں کر رہے، اب اگر یہ مجہول راوی بھی ہوتا تو پھر بھی خطیب رحمۃ اللہ علیہ اس پر یہی حکم لگاتے۔

۳۔ اس میں ان لوگوں کا ردِ بلیغ ہے جو جرح و تعدیل کو بعد والوں کے بنائے ہوئے نظری قواعد کی بنا پر سمجھنا اور کرنا چاہتے ہیں اور حفاظِ حدیث کے ذوق، اسلوب اور منہج سے نا آشنا ہیں۔

حاصل: عبد العزیز بن بحر ہمیں عبد العزیز بن یحییٰ ہی معلوم ہوتا ہے۔ **ہمارے نزدیک کسی بھی قابلِ قبول سند سے عبد العزیز بن بحر نام ثابت نہیں ہو سکا۔ اس کے نام میں تحریف ہوئی ہے یا رواۃ نے سرقۂ حدیث کیا ہے اور ہر حال میں یہ راوی متہم و متروک ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔**

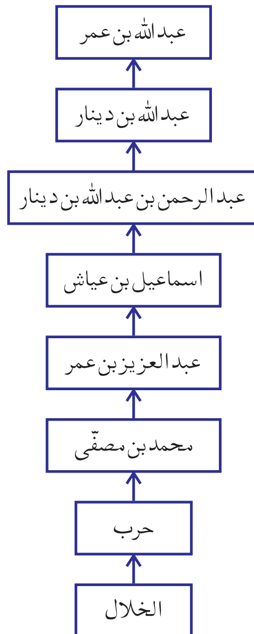
عبد العزیز بن عمر

اس روایت کی ایک سند جو ابو بکر خلال نے نقل کی ہے، اس میں نام عبد العزیز بن عمر آیا ہے۔ اس سے بعض لوگوں کو یہ گمان گزرا کہ شاید یہ عبد العزیز بن یحییٰ (یا بحر) کی متابعت ہے، لیکن معاملہ ہرگز یہ نہیں بلکہ لفظ "عمر" "بحر" یا "یحییٰ" سے تحریف ہوا ہے۔ جو شخص بھی مخطوطات پر تھوڑی بہت نظر رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس طرح کی غلطی کا ہو جانا بہت عام سی بات ہے، جبکہ لکھنے کے اعتبار سے یہ الفاظ کم و بیش ایک ہی جیسے ہیں، شاید اسی بنا پر یہ نام بدل رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

اب اس روایت کی سند پر کلام کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي حَرْبٌ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفَّى، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »يَا مُعَاوِيَةُ، أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، لَتُزَاحِمَنِّي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ«

(السنة لأبي بكر بن الخلال، 2/454)



سند پر کلام:

۱۔ حرب بن اسماعیل کرمانی حنبلی، ثقہ ہیں۔ سن ۲۸۰ ہجری میں وصال ہوا۔

۲۔ محمد بن مصفی: یہ صدوق ہیں۔ البتہ ان کی مرویات میں خطا ہوتی ہے، بعض منکر احادیث کو بیان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تدلیس سے بھی متصف ہیں۔

قال أبو حاتم صدوق وقال النسائي صالح وقال صالح بن محمد كان مخلطا وأرجو أن يكون صدوقا وقد حدث بأحاديث مناكير وذكره ابن حبان في الثقات وقال كان يخطىء... (قال) أبو زرعة الدمشقي أن محمد بن مصفى كان ممن يدلس تدليس التسوية.

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صدوق۔ نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صالح۔ صالح بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان کے حافظے میں اختلاط تھا، مجھے امید ہے کہ یہ صدوق ہیں، منکر مرویات بھی بیان کی ہیں۔ ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر ثقات میں کیا اور کہا یہ خطا کرتے تھے۔۔۔ ابو زرعہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: محمد بن مصفی تدلیس التسویہ کرنے والوں میں سے تھے۔

(تهذيب التهذيب، 461/9)

ان کا وصال سن ۲۴۶ ہجری میں ہوا۔

۳۔ عبد العزیز بن عمر: اس پر بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا کہ یہ عبد العزیز بن عمر الاموی ہیں جن کو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ثقہ کہا ہے ان کا وصال سن ۱۵۰ ہجری کی حدود میں ہوا اور اس وہم کی وجہ راویوں کے طبقات کو نظر انداز کرنا ہے۔ اس بنا پر بعض لوگوں نے اس سند کو حسن قرار دینے کی کوشش کی، حلانکہ اسماعیل بن عیاش کا اس سند میں غیر شامی سے روایت کرنا اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار کا اپنے والد سے روایت کرنا اس کے ضعیف جداً ہونے کو کافی تھا!!!

لیکن پھر بھی یہ بات واضح رہے کہ عبد العزیز بن عمر تحریف ہے اور اس پر دلیل رواۃ کے طبقات ہیں۔

۴۔ اسماعیل بن عیاش: ان پر کلام گزر چکا۔ ان کا وصال سن ۱۸۰ ہجری میں ہوا۔

اب غور فرمائیں!

محمد بن مصفی جو سن ۲۴۶ ہجری میں فوت ہوئے، وہ روایت کر رہے ہیں عبد العزیز بن عمر سے جو کہ سن ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ اگر محمد بن مصفی کی عمر کو ایک سو برس بھی مان لیا جائے تو اس کے مطابق عبد العزیز بن عمر کے وصال کے وقت محمد بن مصفی کی عمر فقط ۴ برس بنتی ہے اور محمد بن مصفی کا نام معمر راویوں میں نہیں آتا۔ وہ مشہور ہوتے ہیں اور ان کی اسانید عالی ہوتی ہیں۔ محمد بن مصفی اور عبد العزیز کے درمیان کم سے کم ایک لمبی عمر کا راوی ضرور ہونا چاہیے اور عمومی طور پر اس طبقے کے لوگ دو واسطوں سے عبد العزیز بن عمر کے طبقے کے راویوں سے روایت کرتے ہیں۔

اس پر ایک اور اہم دلیل یہ بھی ہے محمد بن مصفی کے اساتذہ کی اکثریت وہ ہے جن کا وصال سن 200 سے 230 ہجری کے درمیان ہوا۔

درج ذیل ان میں سے بعض کے اسماء ہیں۔

- أحمد بن خالد بن موسى الحمصي الوفاة: سن 214 هجري
- أحمد بن عبد الله بن يونس اليربوعي الوفاة: سن 227 هجري بالكوفة
- آدم بن أبي إياس الوفاة: سن 221 هجري بعسقلان
- إسحاق بن إبراهيم بن يزيد القرشي الوفاة: سن 227 هجري
- أنس بن عياض بن ضمرة الوفاة: سن 200 هجري
- بقية بن الوليد الوفاة: سن 197 هجري
- الوفاة: 197هـ الوفاة: سن 222 هجري
- سفيان بن عيينة الوفاة: سن 198 هجري بمكة
- سليمان بن عبد الرحمن الوفاة: سن 233 هجري
- سويد بن عبد العزيز الوفاة: سن 194 هجري

- شريح بن يزيد الحضرمي الوفاة: سن 203 هجری
- عبد الأعلى بن مسهر الوفاة: سن 218 هجری
- عبد الرحيم بن سليمان الكناني الوفاة: سن 187 هجری
- عبد القدوس بن الحجاج الخولاني الوفاة: سن 212 هجری
- عبيد الله بن موسى الوفاة: سن 213 هجری على الصحيح
- عصام بن خالد الحضرمي الوفاة: سن 214 هجری على الصحيح
- على بن عياش الألهاني الوفاة: سن 219 هجری
- محمد بن إسماعيل بن مسلم: سن 200 هجری على الصحيح
- الوليد بن مسلم: سن 194 أو 195 هجری

اگر یہ معمر ہوتے تو ان کے اور بھی کئی اساتذہ ہوتے جن کا زمانہ عبد العزیز بن عمر (المتوفی سن 150 ہجری) کا ہوتا۔

لہٰذا سند میں انقطاع لازم ہے۔

پھر اس پر مزید یہ کہ عبد العزیز بن عمر جو سن ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے، وہ اس کو اسماعیل بن عیاش سے بیان کر رہے ہیں جو کہ سن ۱۸۰ ہجری میں فوت ہوئے!!! یہ طبقات کا قلع قمع ہے!

یہ دلیل اس کے ثبوت کو کافی ہے کہ سند میں عبد العزیز بن عمر کا ہونا ممکن نہیں اور یہ عبد العزیز بن یحییٰ (بحر) ہی ہے۔

اب اگر کوئی اس پر بضد رہے کہ یہ عبد العزیز بن عمر ہی ہیں، تو اس پر مزید یہ "علت" بھی ہے کہ محمد بن مصفی "مدلس" ہیں اور اس میں "عن" کہہ کر روایت کر رہے ہیں اور طبقات کا فاصلہ یہی بتاتا ہے کہ سند میں "تدلیس" ہوئی ہے، کم سے کم بھی دو نام درمیان سے ہٹائے گئے ہیں!

اور اب یہ معاملہ وہیں پر آ گیا کہ سرقۂ حدیث کرنے والوں نے اس حدیث کو مختلف انداز میں بچانے کی اور پھیلانے کی ناکام کوشش کی ہے، لیکن فقیر کی نظر میں پہلا قول ہی درست ہے۔ واللہ اعلم۔

عبد اللہ بن بحر

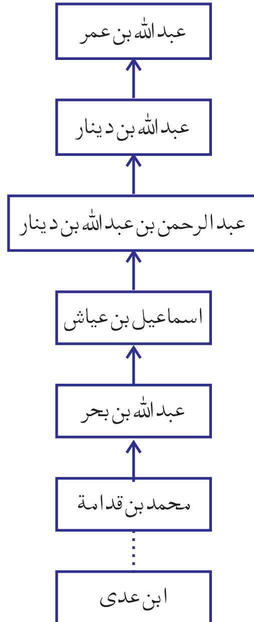
اس کی روایت کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل" میں ذکر کیا ہے اور ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيّ، حَدَّثنا مُحمد بْنُ قدامة الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثنا عَبد اللهِ بْنُ بحر المؤدب عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ عَبد اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عُمَر، قَال: قَال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الآنَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئیں گے چنانچہ حضرت معاویہ آئے۔"

(الكامل في ضعفاء الرجال، 179/3)
(تاريخ دمشق لابن عساكر، 99/59)



اس سند میں محمد بن قدامہ جوہری ضعیف ہیں اور راوی کا نام عبد اللہ بن بحر لینے میں منفرد ہیں، جبکہ دیگر رواۃ اس کو عبد اللہ نہیں بلکہ عبد العزیز کہتے ہیں۔ ضعیف کے ساتھ ساتھ اکثریت کی مخالفت کے سبب ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ اس پر ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل تبصرہ فرمایا ہے:

وَهَذَا أَيضًا مُنْكَرٌ وَلَكِنَّ الأَوَّلَ أَنْكَرُ مِنْ هَذَا وَذَاكَ أَنَّ الأَوَّلَ رَوَاهُ عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنِ عَبد اللهِ وَمَرْوَانُ ثقة وهذا رَوَاهُ عنِ ابْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ عَبد اللهِ، وَابْنُ عَيَّاشٍ في غير حديث الشاميين يخلط، ولَا سيما إذا رَوَاهُ عنِ ابْنِ عَيَّاشٍ مَجْهُولٌ، وَعَبد اللهِ بْنِ بَحْرٍ المؤدب مجهول.

"اور یہ بھی منکر ہے لیکن پہلے والا اس کے مقابلہ میں زیادہ منکر ہے اور یہ اس وجہ سے کہ پہلے والے نے مروان فزاری کی سند سے نقل کیا ہے اور مروان ثقہ ہیں اور یہ روایت انھوں نے بیان کی ہے ابن عیاش کی سند سے اور ابن عیاش شامیوں کی حدیث کے علاوہ میں خلط ملط کر دیتے ہیں اور خاص طور پر اس وقت جب کہ اس کو ابن عیاش سے روایت کرنے والا مجہول ہو (تب تو یہ زیادہ منکر ہوگی) اور عبد اللہ بن بحر مجہول ہے۔"

(الكامل في ضعفاء الرجال، 179/3)

بلکہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اسی سند سے یہ روایت ہے اور اس میں عبد اللہ بن بحر کی بجائے نام عبد العزیز بن بحر آیا ہے۔

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ بَطَّةَ قَالَ نا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَّاقُ قَالَ نا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نا عبد العزيز ابن بَحْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَطْلُعُ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، 278/1)

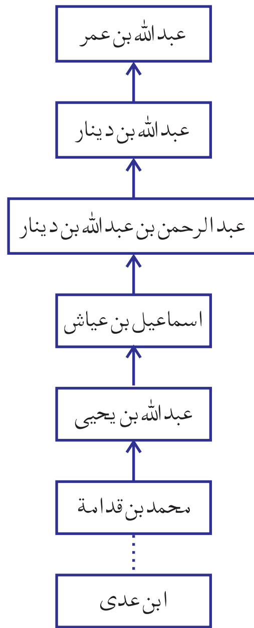
اس طرح راویوں کا نام بدل بدل کر من گھڑت حدیث کو پھیلانا ہی سرقۂ حدیث کہلاتا ہے۔

عبد اللہ بن یحییٰ

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ بیان کردہ روایت کو اپنی سند سے ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں؛

أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ السَمَرْقَنْدِيِّ قَالَ أَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمْزَةُ قَالَ نا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ نا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيُّ قَالَ نا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى الْمُؤَدِّبِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الآنَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ۔

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، ط إدارة العلوم الأثر، 1/277-278)



اب راوی کو عبد اللہ بن بحر کہیں یا عبد اللہ بن یحییٰ۔

اس سے متعلق ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول وہی ہے:

عبد الله بن يحيى الْمُؤَدب عَن اسماعيل بن عَيَّاش بِخَبَر كذب فِي فضل مُعَاوِيَة لَا يعرف.

"عبد اللہ بن یحییٰ المؤدب، اسماعیل بن عیاش کی سند سے، حضرت معاویہ کی فضیلت کے بارے میں ایسی جھوٹی خبر نقل کرتے ہیں، جو معلوم نہیں۔"

(المغني في الضعفاء، 362/1)

فقیر کہتا ہے کہ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس کو گھڑنے والا عبد العزیز بن یحییٰ ہے اور اسی کا نام بدل بدل کر راویوں نے سرقۂ حدیث کے ذریعے اس روایت کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے۔

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللهُ وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ.

عبد العزیز کی متابعت کا بیان

احادیث گھڑنے والے فقط اس مقام پر نہیں رکے، بلکہ انہوں نے اس کی متابعت میں اسانید بھی گھڑ کے منسوب کر دیں۔

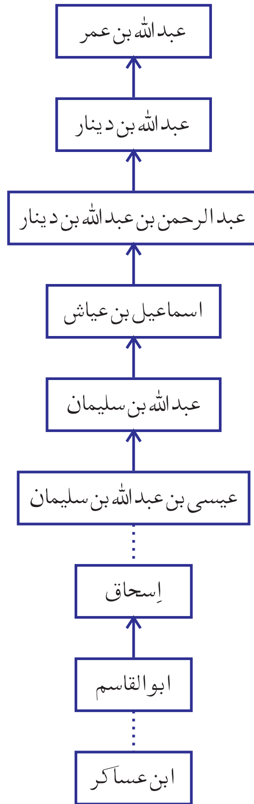
عیسی بن عبد اللہ بن سلیمان کی متابعت

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

أخبرناه أبو محمد طاهر بن سهل أنا أبو الحسن بن صصرى إجازة نا أبو منصور نا أبو القاسم نا إسحاق نا أبو القاسم عمران بن موسى بن فضالة الشعيري الموصلي بالموصل نا عيسى بن عبد الله بن

سليمان نا أبي عن إسماعيل بن عياش عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلک فطلع معاوية فقال رجل هو هذا يا رسول الله قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يا معاوية أنت مني وأنا منک لتزاحمني على باب الجنة كهاتين وأشار بإصبعيه السبابة والوسطى.

(تاریخ دمشق لابن عساکر، 100/59)



اس کی سند پر بہت تفصیلی کلام کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سے ابو القاسم اور اسحاق کا نام اس سند میں آیا ہے، اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں پر کچھ چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یہ راوی اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی ہے۔ اس سے متعلق حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ذاک الجاهل الذي أتى بالموضوعات السمجة في فضائل معاوية رواها عُبَيد الله السقطي عنه فهو المتهم بها أو شيوخه المجهولون۔

''یہ وہ جاہل ہے جس نے فضائلِ حضرت معاویہ میں موضوع احادیث پیش کی ہیں۔ اس سے عبید اللہ سقطی نے روایت کیا ہے، وہ یا اس کے مجہول شیوخ ان مرویات کو گھڑنے کے متہم ہیں''۔

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 75/2)

یہ عبید اللہ سقطی وہی ہے جس کو سند میں ''ابو القاسم'' کہہ کر چھپایا گیا ہے۔ اس پر مزید یہ بھی دیکھیے کہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں کہا کہ ''مجہول رواۃ سے فقط احادیث ضعیف ہوتی ہیں''، بلکہ یہ احتمال بھی بیان کیا ہے کہ شاید یہی مجاہیل اس کو گھڑنے والے ہیں۔

اور اس کی سند میں عیسی بن عبد اللہ بن سلیمان ہے، ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سرقۂ حدیث کا متہم قرار دیا ہے۔ اگر چہ دیگر آئمہ نے توثیق کی ہے۔

اور اس کا والد بھی مجہول ہے۔

لہٰذا یہ سند بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

عبد الرحمن بن عفان کی سند سے متابعت

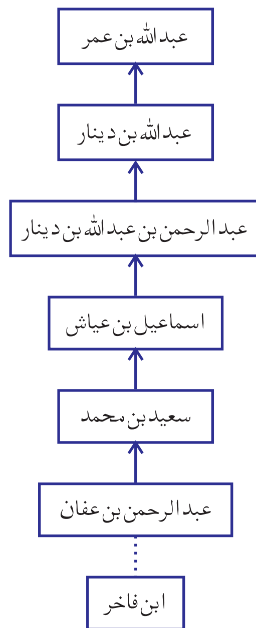
اس کے بعد احادیث گھڑنے والوں نے ایک اور سند سے گھڑی۔

ابنِ فاخر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ثنا أبو الفضل بن يوسف العدل ببغداد، ثنا أبو بكر محمد بن علي الخياط، ثنا أبو الفتح بن أبي

الفوارس، ثنا أحمد بن جعفر بن سلم، ثنا ابن عبد الخالق، وهو أبو بكر أحمد بن محمد بن عبد الخالق، ثنا علي بن عيسى، ثنا **عبد الرحمن بن عفان**، ثنا **سعيد بن محمد** عن **إسماعيل بن عياش** عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى الغداة جلس مجلساً يحدثنا حتى تطلع الشمس، فصلى يوماً ثم حدثنا فلما طلعت الشمس وعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب، ثم قال: ((تغمدني برحمتک وإلا هلکت))، ثم نظر تلقاء وجهه، فقال: ((يطلع عليكم من هذا الفج أو من هذا الباب رجلٌ من أهل الجنة))، فطلع معاوية بن أبي سفيان، فلما كان من الغد قال مثل ذلک، فطلع معاوية، فقال رجل: هو ذا يا رسول الله؟ قال: ((نعم))، قال: ((يا معاوية، أنت مني، وأنا منک لتزاحمني على باب الجنة))، ثم قال: ((هكذا بإصبعيه))، وجمع بين إصبعيه وفكهما

(موجبات الجنة لابن الفاخر، ط مكتبة عباد الرحمن، ص264)



اس کی سند میں عبد الرحمن بن عفان متہم ہے۔ امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "کذاب" کہا اور حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان" میں اس کے ترجمہ میں ایک روایت ذکر کر کے کہتے ہیں:

والمتهم به صاحب الترجمة.

"(اور اس روایت میں) صاحبِ ترجمہ متہم ہے"۔

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 114/5)

اور پھر سعید بن محمد سے متعلق ہمیں علم نہیں کہ یہ کون ہے۔ ممکن ہے کہ عبد الرحمن بن عفان نے ہی یہ نام گھڑ کر سند کو متابعت دینے کی کوشش کی ہو!

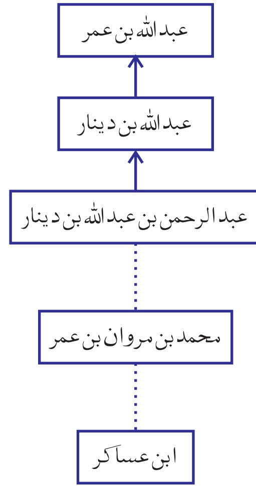
لہٰذا اس روایت میں بھی سرقۂ حدیث نظر آتا ہے۔

اسماعیل بن عیاش کی متابعت

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک اور سند نقل کی ہے۔ جس میں اسماعیل بن عیاش کی متابعت بیان کی گئی ہے۔

أخبرناه أبو بكر محمد بن محمد أنا أبو بكر محمد بن علي أنا أحمد بن عبد الله أنا أحمد بن أبي طالب حدثني محمد بن مروان بن عمر نا الحسن بن إسحاق بن يزيد العطار نا نوح بن يزيد المعلم نا عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن ابن عمر قال كنت عند النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال يطلع عليكم رجل من أهل الجنة فطلع معاوية ثم قال الغد مثل ذلك فطلع معاوية فقمت إليه فأقبلت بوجهه إلى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فقلت يا رسول الله هو هذا قال نعم يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين وقال بأصبعيه السبابة والوسطى يحركهما.

(تاريخ دمشق لابن عساكر، 100/59)



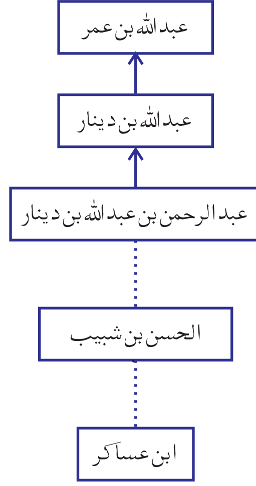
اس کی سند میں محمد بن مروان بن عمر کے حال سے متعلق ہمیں کچھ خبر نہیں۔ ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کم و بیش ۹۶ مقامات پر مرویات کا ذکر کیا ہے اور ان سب میں سند یہی ہے۔ اس کی مرویات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ محمد بن مروان جیسے کسی کتاب کا مصنف تھا جس کو ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ اسی ایک سند سے بیان کرتے ہیں۔

پھر اس کی مرویات کے متون کو جانچا جائے تو پتا چلتا ہے کہ حضرت معاویہ، ان کی شخصیت، ملوکیت و سیاست میں اس کا خاص رجحان تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے سرقۂ حدیث کر کے اسماعیل بن عیاش کی متابعت دینے کی کوشش کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اسماعیل بن عیاش کی ایک اور متابعت کا بیان

حَدَّثَنَا عَبد اللهِ بْنُ مُحَمد بْنِ يَاسِينَ، حَدَّثَنا الحسن بن شبيب، حَدَّثَنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، قَال: حَدَّثَنا عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ عَبد اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عُمَر قَال: كُنا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيَلِيَنَّ بَعْضَ مَدَائِنِ الشَّامِ رَجُلٌ عَزِيزٌ مَنِيعٌ هو منيوَأَنَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَال: فَقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَضِيبٍ كَانَ بِيَدِهِ فِي قَفَا مُعَاوِيَةَ هُوَ هَذَا.

(الكامل في ضعفاء الرجال، 178/3)



ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

هَذَا الْحَدِيثُ منكر بِهَذَا الإِسْنَادِ

یہ حدیث اس سند سے منکر ہے۔

(الکامل في ضعفاء الرجال، 179/3)

اب اگر کوئی مصطلحات کا مارا ہوا جو محدثین کے مزاج اور کلام سے نا واقف ہے، وہ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فقط منکر کہا ہے، کذاب نہیں۔ اس کے لیے عرض ہے کہ اس کی حقیقت ابنِ عدی نے اس کے ترجمہ کی ابتداء میں ہی کھول دی۔

الحسن بن شبيب المكتب بغدادي. حدث عن الثقاة بالبواطيل وأوصل أحاديث هي مرسلة.

"حسن بن شبیب المکتب بغدادی، اس نے ثقات سے باطل مرویات نقل کیں اور ان مرویات کو متصل کرتا تھا جو مرسل ہیں"۔

(الکامل في ضعفاء الرجال، 178/3)

اس کے بعد ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيّ، حَدَّثَنا مُحمد بْنُ قدامة الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنا عَبد اللهِ بْنُ بحر المؤدب عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عُمَر، قَال: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الآنَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا أَيضًا مُنْكَرٌ وَلَكِنَّ الأَوَّلَ أَنْكَرُ مِنْ هَذَا وَذَاكَ أَنَّ الأَوَّلَ رَوَاهُ عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ عَنْ عَبدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبدِ اللهِ وَمَرْوَانُ ثقة وهذا رَوَاهُ، عنِ ابْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبدِ اللهِ، وَابْنُ عَيَّاشٍ في غير حديث الشاميين يخلط، ولَا سيما إذا رَوَاهُ، عنِ ابْنِ عَيَّاشٍ مَجْهُولٌ، وَعَبد اللهِ بْنِ بَحْرٍ عَنِ المؤدب مجهول.

"اور یہ بھی منکر ہے لیکن پہلے والا اس کے مقابلے میں زیادہ منکر ہے اور یہ اس وجہ سے کہ پہلے والے نے مروان فزاری کی سند سے نقل کیا ہے اور مروان ثقہ ہیں اور یہ روایت انہوں نے بیان کی ہے ابن عیاش کی سند سے اور ابن عیاش شامیوں کی حدیث کے علاوہ میں خلط ملط کردیتے ہیں اور خاص طور پر اس وقت جب کہ اس کو ابن عیاش سے روایت کرنے والا مجہول ہو (تب تو یہ زیادہ منکر ہوگی) اور عبد اللہ بن بحر مجہول ہے۔"

(الكامل في ضعفاء الرجال، 179/3)

اس مقام پر غور کریں، ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے سبب راویوں کو مجروح کر رہے ہیں!

عبد اللہ بن دینار کی متابعت کا بیان

حَدَّثَنِي مُظَفَّرُ بْنُ مُرَجَّى حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: الآنَ يَطْلُعُ عَلَيْنَا مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ، فَقُلْتُ: هُوَ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ هُوَ هَذَا

(أنساب الأشراف للبلاذري، ط دار الفكر - بيروت، 126/5)

سند پر کلام:

۱۔ **مظفر بن مرجی:** ہمیں ان کے حالات نہیں مل سکے۔

۲۔ **ہشام بن عمار:** ثقہ

۳۔ **عبد العزیز بن سائب:** ان کے حالات معلوم نہیں۔

۴۔ **سائب مجہول:** ان کے حالات معلوم نہیں۔

اس روایت پر معاملہ یہ نظر آتا ہے کہ کسی نے مندرجہ ذیل سند لے کر اس کی کچھ کٹائی کر کے سرقہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اصل سند:

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

مسخ شدہ سند:

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ~~ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ~~، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

یہ نام کاٹ کر امام بلاذری رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ سند بنتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

اس پر بھی سرقۂ حدیث کا معاملہ نظر آتا ہے، جیسا کہ دیگر اسانید میں ہے۔ واللہ اعلم۔

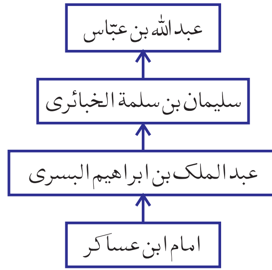
۳۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث

اِمام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے معلقاً اس روایت کو سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

وقد رواه أبو عبد الملک أحمد بن إبراهيم البسري عن سليمان بن سلمة الخبائري عن ابن عباس بإسناده نحوه.

(تاریخ دمشق لابن عساکر، 99/59)



اس میں مندرجہ ذیل امور ہیں:

۱۔ اس سند میں سلیمان بن سلمہ الخبائری مُتّہم ہے۔

۲۔ سلیمان بن سلمہ کا تعلق اس طبقہ سے ہے جو اسماعیل بن عیاش سے روایت کرتا ہے۔ اس کے اور سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں کم و بیش ایک صدی کا فرق ہے۔

۳۔ پھر یہ روایت معلق ہے!

اس راوی سے متعلق ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سليمان بن سلمة الخبائري أبو أيوب الحمصي. عن إسماعيل وبقية. وعنه علي بن الحسين بن الجنيد وجماعة. وسمع منه أبو حاتم وما حدث عنه وقال: متروک لا يشتغل به. وقال ابن الجنيد: كان يكذب، وَلا أحدث عنه بعد هذا. وقال النَّسَائي: ليس بشيء. وقال ابن عَدِي: له غير حديث منكر وحدثنا عنه الباغندي، وَغيره...

سلیمان بن سلمہ خبائری ابو ایوب حمصی: ''یہ اسماعیل اور بقیہ سے روایت کرتا ہے۔ اور اس سے علی بن الحسین بن جنید اور ایک جماعت نے روایت لی۔ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے سماع کیا اور پھر اس سے روایت نہ کیا اور فرمایا: 'متروک، اس کی مرویات کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے'۔ ابنِ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: 'یہ جھوٹ بولتا تھا، میں اس سے اس کے بعد روایت نہیں کرتا'۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: 'یہ کچھ بھی نہیں'۔ ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: 'اس کے پاس اور بھی منکر احادیث ہیں۔ ہمیں باغندی وغیرہ نے وہ روایت کی ہیں'۔''

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 155/4)

سليمان بن سلمة [هو الخبائري أبو أيوب الحمصي] عن سعيد بن موسى عن مالك. وله، عَن عَبد العظيم، عَن أبي ذئب. اتهم بالوضع. انتهى. هو الذي قبله بلا ريب. وأورد ابن عَدِي في ترجمة عمر بن شاكر عن عمر بن سنان عن سليمان بن سلمة، حَدَّثَنا نصر بن الليث حدثني عمر بن شاكر، عَن أَنس رفعه: من حفظ على أمتي أربعين حديثا... الحديث. وهذا الحمل فيه على سليمان بن سلمة أولى من الحمل فيه على عمر بن شاكر والله أعلم.

سلیمان بن سلمہ (وہ خبائری ابو ایوب حمصی ہے): ''یہ سعید بن موسیٰ عن مالک کی سند سے (روایت کرتا ہے) اور عبد العظیم عن ابی ذئب کے سند سے (بھی) روایت کرتا ہے۔ اس پر حدیث گھڑنے کا الزام ہے۔ بے شک یہ وہی راوی ہے جس کا ذکر اس سے قبل (ترجمہ میں) ہوا۔ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے: عمر بن شاکر کے ترجمہ میں عمر بن سنان عن سلیمان بن سلمہ، حدثنا نصر بن اللیث حدثنی عمر بن شاکر، عن انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مرفوعاً روایت کیا: جس نے میری امت میں چالیس احادیث کو حفظ کیا۔۔۔ (الحدیث)۔۔ اس حدیث میں سلیمان بن سلمہ کو متہم ٹھہرانا زیادہ بہتر ہے بنسبت عمر بن شاکر کے۔ واللہ اعلم۔''

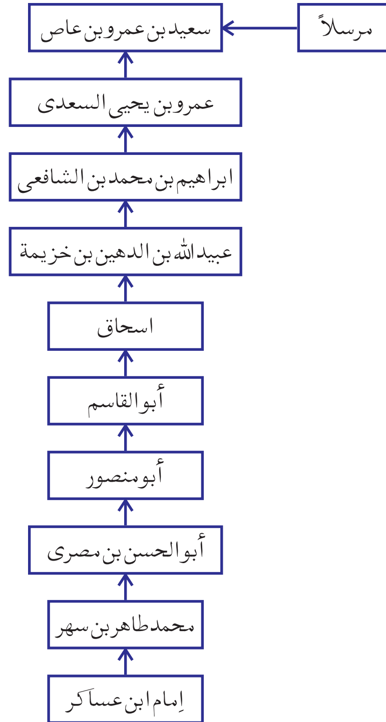
(لسان الميزان، ت أبي غدة، 156/4)

لہٰذا یہ شاہد بھی اپنے موضوع ہونے پر شاہد ہے!

۴۔ سعید بن عمرو بن عاص کی مرسل

أخبرنا أبو محمد طاهر بن سهل أنا أبو الحسن بن صصرى إجازة نا أبو منصور نا أبو القاسم نا إسحاق نا عبيد الله بن الحسن بن خزيمة نا إبراهيم بن محمد بن الشافعي نا عمرو بن يحيى السعدي عن جده يروي إن النبي (صلى الله عليه وسلم) محمد المصطفى نبي الرحمة كان ذات يوم جالسا بين أصحابه إذ قال يدخل عليكم من باب المسجد في هذا اليوم رجل من أهل الجنة يفرحني الله به فقال أبو هريرة فتطاولت لها فإذا نحن بمعاوية بن أبي سفيان قد دخل فقلت يا رسول الله هذا هو فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) نعم يا أبا هريرة هو هو يقولها ثلاثا ثم قال النبي (صلى الله عليه وسلم) يا أبا هريرة إن في جهنم كلابا زرق الأعين على أعرافها شعر كأمثال أذناب الخيل لو أذن الله تبارك وتعالى لكلب منها أن يبلغ السموات السبع في لقمة واحدة لهان ذلك عليه يسلط يوم القيامة على من لعن معاوية بن أبي سفيان.

(تاريخ دمشق لابن عساكر، ت أبي غدة، 101/59)



اِمام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ اس کو روایت کر کے کہتے ہیں:

هذا منقطعَ

یہ منقطع ہے۔

لیکن معاملہ فقط اتنا نہیں!

اس کی سند میں وہی ابو القاسم اور اسحاق ہیں جن سے متعلق عیسیٰ بن عبد اللہ بن سلیمان کی متابعت کے تحت کلام گزر چکا ہے۔

یہ اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی ہے۔ اس سے متعلق حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ذاك الجاهل الذي أتى بالموضوعات السمجة في فضائل معاوية رواها عُبَيد الله السقطي عنه فهو المتهم بها أو شيوخه المجهولون۔

"یہ وہ جاہل ہے جس نے فضائلِ حضرت معاویہ میں موضوع احادیث پیش کی ہیں۔ اس سے عبید اللہ سقطی نے روایت کیا ہے، وہ یا اس کے مجہول شیوخ ان مرویات کو گھڑنے کے مُتّہم ہیں"۔

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 2/75)

یہ عبید اللہ سقطی وہی ہے جس کو سند میں "ابو القاسم" کہا گیا ہے۔

اور عبید اللہ بن حسن بن خزیمہ بھی مجہول ہے!

لہٰذا یہ روایت بھی راویوں نے اپنے جھوٹ کو تقویت دینے کے لیے گھڑی ہے۔

۵۔ حضرت معاویہ سے متعلقہ دیگر احادیث

اس مقام پر ایک دوسرا رخ دکھانا بھی ضروری ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ قواعد وضوابط میں یکسانیت ہے، یا پھر معیار دوہرا ہے!

چند مزید احادیث کا تذکرہ کرتا ہوں جو اپنی سند میں زیرِ بحث حدیث جیسی یا اس سے کچھ بہتر ہیں۔

حدیث نبوی ﷺ

"معاویہ کی موت میری ملت کے سوا کسی اور ملت پر ہوگی۔"

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ وَبَكْرُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ يَمُوتُ عَلَى غَيْرِ مِلَّتِي، قَالَ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَبِي قَدْ وُضِعَ لَهُ وَضُوءٌ، فَكُنْتُ كَحَابِسِ الْبَوْلِ مَخَافَةَ أَنْ يَجِيءَ، قَالَ: فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ هَذَا.

(أنساب الأشراف للبلاذري، ت أبي غدة، 126/5)

اس کی ایک اور سند بھی ہے:

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شريك عن ليث عن طَاوُسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ عَلَى غَيْرِ مِلَّتِي، قَالَ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَبِي يَلْبَسُ ثِيَابَهُ فَخَشِيتُ أَنْ يَطْلُعَ، فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

(أنساب الأشراف للبلاذري، 126/5)

سوال یہ ہے کہ اس روایت میں کون سا کذاب ہے؟ چونکہ بعض لوگوں کے مطابق حدیثِ ضعیف کو ہر حال

میں بلا شرائط قبول کرنا ہے، تو پھر ان احادیث کو کیوں نہ مانا جائے؟ کہہ سکتے ہیں کہ حدیثِ ضعیف رذائل میں قبول ہے، جبکہ اس باب میں بخاری ومسلم سے بھی احادیث اس پر شاہد ہیں۔

ایک اور روایت

”معاویہ جہنم میں ایک تابوت میں بند ہے“۔

حدثني خلف بن هشام البزار حدثنا أبو عوانة عن الأعمش عن سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُعَاوِيَةُ فِي تَابُوتٍ مُقْفَلٍ عَلَيْهِ فِي جَهَنَّمَ

(أنساب الأشراف للبلاذري، 128/5)

یہ روایت مرسل ہےاور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ظاہری سند میں کوئی کذاب نظر نہیں آتا۔ قبول کر لیا جائے؟

ایک اور روایت

”معاویہ اس امت کا فرعون ہے“۔

خلال رحمۃ اللہ علیہ ”علل“ میں فرماتے ہیں:

قُلْتُ لأَحْمَدَ وَيَحْيَى: حَدَّثُونِي عَنْ عبد الحميد بْنِ أَبِي رَوَّاد، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم): "لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنُ، وَفِرْعَوْنُ هَذِهِ الأُمَّةِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ". فَقَالا: جَمِيعًا: لَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَلَيْسَ يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَحَادِيثِ عُبَيْدِ اللهِ، وَلَمْ يَسْمَعْ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ مِنْ عُبَيْدِ اللهِ شَيْئًا، يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ عَبْدُ الْمَجِيدِ دَلَّسَهُ، سَمِعَهُ مِنْ إِنْسَانٍ، فحدث به۔

"میں نے احمد اور یحییٰ سے کہا کہ مجھے عبد الحمید کی سند سے روایت بتلاؤ کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر امت کا ایک فرعون ہوتا ہے اور اس امت کا فرعون معاویہ ابن ابی سفیان ہیں۔" تو ان دونوں نے مل کر کہا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث عبیداللہ کی احادیث میں سے معروف نہیں ہے اور عبد الحمید نے عبید اللہ سے کچھ نہیں سنا ہے مناسب یہ کہ عبد الحمید نے تدلیس کی ہے کسی انسان سے سنا اور اس کو بیان کر دیا۔"

(المنتخب من علل الخلال م، 227/1)

کیا فرماتے ہیں؟ "**ليس بصحيح**" سے فقط صحت کی نفی ہو رہی ہے؟ روایت کو موضوع نہیں کہہ رہے؟ صحیح نہیں تو شاید حسن ہوگی! یا پھر ضعیف جو کہ موضوع نہیں ہوتی، زیادہ سے زیادہ ایک مجہول راوی نظر آتا ہے اس میں؟ **مجہول کی روایت کو ضعیف کا ٹھپا لگا کر قبول کرنے والے کیا فرماتے ہیں؟**

بلکہ اس کا ایک اور شاہد موجود ہے۔ اب تو حسن بن جانی چاہیے!

اِمام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی "علل" میں ہے، روایت: "ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم میں سے کوئی ایک اس امت کا فرعون ہے۔"

وسئل عن حديث يزيد بن شريك، عن أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: **أَحَدُنَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.**

فَقَالَ: هُوَ حَدِيثٌ يَرْوِيهِ الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، وَاخْتُلِفَ عَنْهُ؛

فَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ كَذَلِكَ.

وَرَوَاهُ أَبُو عَوَانَةَ، وَمَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، **وَحَكِيمُ بْنُ جُبَيْرٍ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ**، وَهُوَ الصَّوَابُ، فَدَلَّ أَنَّ رِوَايَةَ الثَّوْرِيِّ وَمَنْ تَابَعَهُ مُرْسَلٌ.

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، أنبأنا أبو مسعود، أنبأنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ،

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلَيْنِ: أَحَدُهُمَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، فَقَالَ الْآخَرُ: أَمَّا أَنَا فَلَا كَذَا حَدَّثَ بِهِ أَبُو مسعود۔

"اور (دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے) یزید بن شریک کی اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک اس امت کا فرعون ہے۔

تو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کو اعمش نے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے اور اس روایت میں ان پر اختلاف ہوا ہے۔

اور ثوری نے اس کو اعمش کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور اس کو روایت کیا ہے ابوعوانہ اور منصور بن ابی اسود نے اعمش کی سند سے جو حکیم بن جبیر اور ابراہیم تیمی سے مروی ہے جبکہ حکیم بن جبیر ضعیف الحدیث ہیں اور یہ یہی بات درست ہے چنانچہ دلالتاً یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ثوری کی روایت اور اس کی جس نے ثوری کی متابعت کی ہے مرسل ہوگی۔

ابو صالح اصبہانی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو ابومسعود نے محمد بن یوسف نے خبر دی سفیان کی سند سے اعمش کی سند سے ابراہیم تیمی کی سند سے ان کے والد نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو مردوں کے متعلق کہ ان میں سے ایک اس امت کا فرعون ہے۔

پس دوسرے بندے نے کہا کہ بہرحال میں ایسا نہیں ہوں۔

اسی طرح کی روایت بیان کی ہے ابومسعود نے۔"

(علل الدارقطني، ط دار طيبة - الرياض، 271/6)

کیا کہیں گے اس روایت سے متعلق؟

٦۔ روایت کے متن پر کلام

محدثین کے یہاں متن کو جانچنے کا ایک اہم قاعدہ یہ بھی ہے کہ وہ حقیقتِ واقعہ کے مطابق ہو۔ نبی کریم ﷺ جب کسی کی کوئی فضیلت بیان فرماتے ہیں تو وہ اس میں نظر آتی ہے۔ اس کے متواتر مثالیں ہمیں کتبِ احادیث میں ملتی ہیں اور کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ نبی کریم ﷺ کسی کی کوئی فضیلت بیان فرمائیں اور اس شخص کی زندگی اس کے برعکس نکلے۔

اب یہ روایت: ''اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں''۔

اس کا کیا معنی ہے؟ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں وارد یہ جملہ کہ **فلاں مجھ سے اور میں فلاں سے ہوں** سے مراد کیا ہے؟

قرآنِ حکیم میں اس اسلوب کا استعمال

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ﴾

ترجمہ: ''پھر جب طالوت اپنے لشکروں کو لے کر شہر سے نکلا، تو اس نے کہا: بیشک اللہ تمہیں ایک نہر کے ذریعے آزمانے والا ہے، پس جس نے اس میں سے پانی پیا سو وہ میرے (ساتھیوں میں) سے نہیں ہوگا اور جو اس کو نہیں پیے گا پس وہی میری (جماعت) سے ہوگا مگر جو شخص ایک چلّو (کی حد تک) اپنے ہاتھ سے پی لے (اس پر کوئی حرج نہیں)۔''

(البقرة: 249، عرفان القرآن)

امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿فَلَيْسَ مِنِّي﴾ من أتباعي وشيعتي.

(وہ مجھ سے نہیں) یعنی میرے متبعین اور میرے گروہ سے نہیں۔

(تفسير الماتريدي، ط دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، 227/2)

﴿فَلَيْسَ مِنِّي﴾ فليس من أتباعي

(وہ مجھ سے نہیں) یعنی وہ میری اتباع کرنے والوں میں سے نہیں۔

(تفسير النسفي، ط دار الكلم الطيب، بيروت، 205/1)

بلکہ اس کی تصریح قرآنِ حکیم میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں بھی آئی ہے۔

﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾

(إبراهيم:36)

وقوله -عَزَّ وَجَلَّ-: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾.

يشبه أن يكون ﴿مِنِّي﴾: أي: موافقي في الدِّين، أو في الولاية، وحاصله -والله أعلم-: معي في الدِّين وفي أمر الدِّين، وكذلك معنى ما روي: "من غشَّ فليس منا" أي: ليس بموافق لنا، أو ليس معنا، أو ليس من ملتنا، وكذلك قوله: ﴿فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ أي: من ملتي.

وحاصله: فمن تبعني وأجابني فيما دعوته إليه وأمرته به فإنه مني؛ أي: مما أنا عليه، وكذلك قوله: "من غشَّ فليس منا" أي: ليس مما نحن عليه.

"اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :- (جو میری پیروی کرے گا، تو وہ مجھ سے ہوگا)۔
یعنی دین میں یا ولایت میں مجھ سے موافقت ہوجائے اور حاصل کلام یہ کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ میرے

ساتھ ہوجائے دین اور دین کے معاملات میں، نیز اس طرح کا مفہوم ہوگا اس کا بھی جو بیان کیا گیا ہے: کہ "دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے۔" یعنی وہ ہم سے متفق نہیں، یا وہ ہمارے ساتھ نہیں، یا وہ ہمارے دین سے نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (وہ مجھ سے ہے) مطلب: میرے دین سے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص میری پیروی کرے اور جس چیز کے لیے میں نے اسے بلایا اور اس کا حکم دیا اس کو قبول کیا تو وہ مجھ سے ہے۔ یعنی: جس چیز پر میں ہوں اور یہی مطلب ہے اس قول کا کہ: "جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے" یعنی: وہ اس راستہ پر نہیں ہے جس پر ہم ہیں۔"

(تفسير الماتريدي = تأويلات أهل السنة، 6/401)

ائمہ کرام کے اس کلام سے واضح ہوا کہ "**فلان مني**" سے مراد یہ ہے کہ وہ میری اتباع میں ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ **شرح مشکل الآثار** میں فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَكَانَتْ هَذِهِ الْأَشْيَاءُ الَّتِي نَفَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ فِيهِ عَنْهُ أَشْيَاءَ مَذْمُومَةً، فَكَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدِ اخْتَارَ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأُمُورَ الْمَحْمُودَةَ، وَنَفَى عَنْهُ الْأُمُورَ الْمَذْمُومَةَ، فَكَانَ مَنْ عَمِلَ الْأُمُورَ الْمَحْمُودَةَ مِنْهُ، وَمَنْ عَمِلَ الْأُمُورَ الْمَذْمُومَةَ لَيْسَ مِنْهُ، كَمَا حَكَى عَزَّ وَجَلَّ عَنْ نَبِيِّهِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ قَوْلِهِ فِي ذُرِّيَّتِهِ: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [إبراهيم: 36]، وَكَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ مُخْبِرًا الْعِبَادَهِ فِي قِصَّةِ نَبِيِّهِ دَاوُدَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿إِنَّ اللهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ [البقرة: 249] فِي أَمْثَالٍ لِهَذَا مَوْجُودَةٍ فِي الْكِتَابِ، مَعْنَاهَا الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْنَا، فَدَلَّ أَنَّ كُلَّ عَامِلٍ عَمَلًا عَلَى شَرِيعَةِ نَبِيِّهِ الَّذِي عَلَيْهِ أَتْبَاعُهُ فَإِنَّهُ مِنْهُ، وَأَنَّ كُلَّ عَامِلٍ عَمَلًا تَمْنَعُ مِنْهُ شَرِيعَةُ نَبِيِّهِ الَّذِي عَلَيْهِ أَتْبَاعُهُ لَيْسَ مِنْهُ؛ لِخُرُوجِهِ عَنْ مَا دَعَاهُ إِلَيْهِ، وَعَنْ مَا هُوَ عَلَيْهِ إِلَى ضِدِّ ذَلِكَ۔

''یہ وہ چیزیں تھیں جن کا رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا جو آپ کی طرف سے تھیں یا جن میں قابل مذمت باتیں تھیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اچھی چیزوں کا انتخاب کرلیا تھا اور بری چیزوں کو اپنے نبی ﷺ سے دور کردیا تھا، پس چنانچہ جو کوئی نیک عمل کرے گا وہ اللہ کے رسول ﷺ کی راہ پر ہوگا اور جو کوئی برے عمل کرے گا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے راستے پر نہیں ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کو اپنی اولاد کے بارے میں اپنے اس قول کے بارے میں بتایا: {جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے} [ابراہیم: 36]، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے بندے حضرت داوٗد علیہ السلام کے قصہ میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لے گا ایک پانی کی نہر کے ذریعے پس جو اس میں سے پیے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اور جو اس میں سے بالکل بھی نہ پیے وہ مجھ سے ہوگا (البقرہ)۔ اس طرح کی مثالیں کتاب میں موجود ہیں جن کا مفہوم وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے، چنانچہ دلالتا یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی ﷺ کی شریعت پر عمل کرنے والا ہر شخص اللہ کے رسول ﷺ سے ہوگا اور جو کوئی نبی ﷺ کے منع کئے ہوئے کاموں کو کرے گا تو وہ نبی ﷺ سے نہیں ہوگا، اس حکم کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے جس کی طرف اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بلایا اور اس کے برخلاف پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے۔''

(شرح مشكل الآثار للطحاوي، ط مؤسسة الرسالة، 379/3)

احادیثِ مبارکہ میں اس اسلوب کا استعمال

نبی کریم ﷺ نے اپنی احادیثِ مبارکہ میں مختلف نیک اعمال اور بعض اصحابِ مبارک رضی اللہ عنہم کی فضیلت اس اسلوب سے بیان فرمائی ہے۔

عمل میں اتباع

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

(من أخذ بسنتي فهو مني) أي من أشياعي أو أهل ملتي، من قولهم فلان مني كأنه بعضه متحد به (ومن رغب عن سنتي... فليس مني) أي ليس على منهاجي وطريقتي أو ليس بمتصل بي أو ليس من أتباعي وأشياعي.

(جس نے میری سنت کو تھاما وہ مجھ سے ہے) یعنی میرا ساتھی اور میری ملت پر ہے۔ ان کا قول: فلاں مجھ سے ہے، گویا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا کچھ حصہ مجھ سے منسلک ہے۔ (اور جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں) یعنی میرے منہج اور میرے طریق پر نہیں، یا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، یا وہ میرے متبعین اور میرے ساتھیوں میں سے نہیں۔

(فیض القدیر، ط المكتبة التجارية الكبرى - مصر، 6/42)

اس سے مزید یہ معنی واضح ہو گیا کہ **فلان مني** کا اطلاق فقط اس پر ممکن ہے جو شخص یا جو عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع میں ہو۔

ایک جاں نثار صحابی کے عمل پر اس کا اطلاق

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ، فَأَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فُلَانًا، وَفُلَانًا، وَفُلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فُلَانًا، وَفُلَانًا، وَفُلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: لَكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا، فَاطْلُبُوهُ فَطُلِبَ فِي الْقَتْلَى، فَوَجَدُوهُ

إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: قَتَلَ سَبْعَةً، ثُمَّ قَتَلُوهُ هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ.

''حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوے میں شریک تھے پس اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا تم نے کسی کو کھودیا؟ تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کو ہم نے کھودیا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر سے پوچھا کہ کیا تم نے کسی کو کھودیا؟ تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم نے فلاں فلاں شخص کو کھودیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر سوال کیا کہ کیا تم نے کسی کو کھودیا ؟ تو صحابہ کرام نے جواب دیا کہ (اب مذکورہ بالا لوگوں کے علاوہ) کوئی کم نہیں ہوا ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جلیبیب کی کمی محسوس ہورہی ہے، جاؤ اسے تلاش کرو تو انہیں میدان جنگ میں (مرنے والوں میں) تلاش کیا تو وہ ان سات لوگوں کے قریب ملے کہ جن کو جلیبیب نے قتل کیا تھا پھر ان لوگوں نے جلیبیب کو شہید کردیا تھا، چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی نعش مبارک کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جلیبیب نے سات لوگوں کو قتل کیا پھر لوگوں نے جلیبیب کو شہید کردیا یہ (جلیبیب) مجھ سے ہیں اور میں جلیبیب سے ہوں یہ (جلیبیب) مجھ سے ہیں اور میں جلیبیب سے ہوں۔''

(صحيح مسلم، ط دار إحياء التراث العربي - بيروت، 1918/4)

(مسند أحمد، ط مؤسسة الرسالة، 22/33، 28/33، 45/33)

(السنن الكبرى للنسائي، ط مؤسسة الرسالة - بيروت، 347/7)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

(هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ) مَعْنَاهُ الْمُبَالَغَةُ فِي اتِّحَادِ طَرِيقَتِهِمَا وَاتِّفَاقِهِمَا فِي طَاعَةِ اللهِ تَعَالَى.

''یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اس کا معنی یہ ہے کہ ان دونوں کے طریقے میں اتحاد ہونے میں اور اللہ کی اطاعت میں متفق ہونے میں مبالغہ بتلانا مقصود ہے۔''

(شرح النووي على مسلم، ط دار إحياء التراث العربي - بيروت، 26/16)

ایک جماعت کے عمل پر اس کا اطلاق

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ.

''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جب دورانِ جنگ اشعریوں کا کھانا ختم ہوجاتا یا اُن کے خاندان کا کھانا کم پڑ جاتا ہے تو جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے وہ اُس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں، پھر اُسے ایک برتن کے ذریعے آپس میں برابر تقسیم کرلیتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔''

(صحيح البخاري، ط السلطانية، 138/3)

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ هُمْ مِنِّي الْمُبَالَغَةُ فِي اتِّصَالِ طريقهما واتفاقهما على الطاعة.

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ھم منی سے مراد ان کے راستے کے متصل ہونے کے سلسلہ میں مبالغہ آرائی ہے اور ان کے اطاعت قبول کرنے کے سلسلہ میں اتفاق رائے کا اظہار ہے۔''

(فتح الباري لابن حجر، ط دار المعرفة - بيروت، 97/8)

اوصاف میں مشابہت

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(الْحسن منى وَالْحُسَيْن من عَليّ) أَي الْحسن يشبهني وَالْحُسَيْن بشبه عليا وَكَانَ الْغَالِب على الْحسن الْحلم والإناة كالنبي وَعلي الْحُسَيْن الشدَّة كعلى.

"(حسن رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور حسین رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے) یعنی حسن رضی اللہ عنہ میرے مشابہ ہیں اور حسین رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے۔ حسن رضی اللہ عنہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح حلم اور صبر غالب تھا اور حسین رضی اللہ عنہ پر علی رضی اللہ عنہ کی طرح (دین پر) شدت غالب تھی۔ (علیہم السلام)"

(التيسير بشرح الجامع الصغير، ط مكتبة الإمام الشافعي - الرياض، 507/1)

اس مقام پر **فلاں منی** کا اطلاق اوصافِ جلیلہ میں مشابہت کے طور پر بیان کیا جا رہا ہے۔

محبت و عداوت میں یکسانیت

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ، طیبی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شارحینِ حدیث نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا ہے:

قوله: ((حسين مني وأنا من حسين)) قض: كأنه صلى الله عليه وسلم علم بنور الوحي ما سيحدث بينه وبين القوم فخصه بالذكر وبين أنهما كالشيء الواحد في وجوب المحبة وحرمة التعرض والمحاربة.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے نور سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ان (حسین رضی اللہ عنہ) اور لوگوں کے درمیان کیا معاملہ پیش آئے گا، لہٰذا ان کا (اس انداز) میں خاص ذکر فرمایا اور یہ واضح فرمایا دیا کہ گویا دونوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا حسین علیہ السلام) محبت کے وجوب میں، حرمت میں اور جنگ میں ایک ہی ہیں (یعنی جس نے جو معاملہ سیدنا حسین علیہ

السلام کے ساتھ کیا گویا اس نے وہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا)۔

(شرح المشكاة للطيبي، ط مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة، 3914/12)

(تحفة الأحوذي للمباركفورى، ط دار الكتب العلمية - بيروت، 178/10)

(تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة للبيضاوي، ط وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بالكويت، 562/3)

اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ) أَيْ: فِي النَّسَبِ وَالْمُصَاهَرَةِ وَالْمُسَابَقَةِ وَالْمَحَبَّةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْمَزَايَا لَا فِي مَحْضِ الْقَرَابَةِ وَإِلَّا فَغَيْرُهُ مُشَارِكٌ لَهُ فِيهَا.

''بیشک علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں یعنی نسب کے اعتبار سے، سسرالی رشتے کے اعتبار سے اور مسابقت کے اعتبار سے اور محبت کے اعتبار سے اور ان کے علاوہ بہت سے اوصاف وافعال کے اعتبار سے، محض قرابت میں مشابہت نہیں (بلکہ کئی اعتبار سے مشابہت رکھتے ہیں) ویسے تو رشتہ داری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ لوگ بھی شامل ہیں۔''

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، 3936/9)

اس مقام پر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اپنے اہلِ بیت علیہم السلام کے افراد کو فرمانا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، یہ دوسروں سے مختلف ہے۔

جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ﴾

''اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔''

(الحديد:19)

ہاں لیکن کیا ہر کلمہ گو کا صدیق ہونا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صدیقیت کے برابر ہے؟ اس کا جواب ہے، ہر گز نہیں! بلکہ صدیقیت کے مقامات ہیں۔

بالکل اسی طرح نبی کریم ﷺ کا مولا علی اور حسنین کریمین علیہم السلام کو فرمانا کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، یہ الگ مقام ہے جو دیگر اصحاب و اعمال کے مقام سے اعلی و ارفع ہے، جن پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ یہی فرق شارحینِ حدیث کے کلام سے بھی واضح ہو چکا اور توفیق فقط اللہ کی طرف سے ہے۔

خلافتِ راشدہ کے خلاف ملوکیت کا قیام

خلافتِ راشدہ؟ کون سی خلافتِ راشدہ؟ وہی خلافتِ راشدہ جس کے متعلق فرمایا گیا:

عن الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قال: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ: وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ، فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

”حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دِن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف منہ کر لیا اور خطبہ فرمایا، بڑا ہی بلیغ اور جامع وعظ، ایسا کہ اِس سے ہماری آنکھیں بہہ پڑیں اور دِل دہل گئے۔ ایک کہنے والے نے کہا، ”اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو گویا الوداعی وعظ تھا، تو آپ ﷺ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟“ فرمایا: ”میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ کا تقویٰ اختیار کیے رہنا اور اپنے حُکّام کے احکام سننا اور ماننا، خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، چنانچہ اُن

حالات میں **میری سنّت** اور **میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت** کو خوب مضبوطی سے تھامنا بلکہ دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنا، نئی نئی بدعات و اختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا بلاشبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

(سنن ابن ماجه، ط دار إحياء الكتب العربية، 15/1)

(سنن أبي داود، ط المكتبة العصرية، صيدا - بيروت، 201/4)

(سنن الترمذي، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، 44/5)

(مسند أحمد، ط مؤسسة الرسالة، 373/28 و 375)

اس حدیث کے سیاق و سباق پر غور کریں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمانا:

- **عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا** اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کا پسِ منظر سیاسی ہے۔

- پھر نبی کریم ﷺ کا فرمانا: **وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا**. اس سے واضح ہوا کہ یہ اختلاف وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے دنیائے فانی سے پردہ فرما جانے کے بعد ایک عرصہ کے بعد ظاہر ہوگا اور 'مسند احمد' کی روایت میں اس کا ایک طویل مدت کے بعد ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ **وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ، فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا** (مسند أحمد 28 / 367)۔

- جس اختلاف سے نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں ہمیں آگاہ فرمایا وہ اختلاف ایسا ہے جس میں خلافتِ راشدہ کو نشانہ بنایا جائے گا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرما دی کہ **میری سنت** اسی میں ہے جس پر **خلفائے راشدین** قائم ہیں۔

- اس مقام پر **خلفائے راشدین کی سنت** سے مراد یہ نہیں کہ ان کو کوئی تشریعی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم

ﷺ نے یہ دین مکمل فرما دیا اور اس میں کوئی شخص ایسی سنت قائم نہیں کر سکتا جس کو نبی کریم ﷺ کی سنت کے برابر سمجھا جا سکے۔ خلفائے راشدین بھی احکامات میں باقی تمام امت کی طرح نبی کریم ﷺ کے ہی پابند ہیں۔ لہٰذا اس حدیث کا وہ معنی نہیں جو عمومی طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

- بلکہ اس کے دو ممکنہ معنی صحیح معلوم ہوتے ہیں۔

اول: نبی کریم ﷺ کی بہت سی سنن منسوخ ہوئی ہیں اور بہت سی امت میں جاری ہیں۔ ناسخ کو منسوخ سے جدا کرنے کا ایک قرینہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل بھی ہے۔

دوم: اس حدیث میں سنت سے مراد سیاسی، معاشی و معاشرتی نظام ہے اور نبی کریم ﷺ حکم فرما رہے ہیں کہ خلافتِ راشدہ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔

پہلی تشریح بھی اپنی حدود و قیود کے ساتھ درست ہے۔ مگر فقیر کی نظر میں اس کی زیادہ درست تعبیر وہ ہے جس کا تعلق خلافت و ملوکیت کے ساتھ ہے، کیونکہ روایت کا سیاق و سباق اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اس پر مزید یہ ہے کہ اور بھی مرویات اسی معنی کو تقویت دیتی ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَعَاذَكَ اللهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ، قَالَ: وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ؟ قَالَ: أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي، لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ، وَسَيَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي.

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پناہ میں رکھے بے وقوفوں کی امارت سے تو کعب بن عجرہ نے پوچھا کہ بے وقوفوں کی امارت کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد چند امراء ہوں گے کہ جو میری ہدایت کا اقتداء نہیں کریں گے اور نہ تو میری

سنت پر چلیں گے پس جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے مظالم پر ان کی مدد کریں گے، تو ایسے لوگ مجھ سے نہیں ہیں اور میں ان سے نہیں ہوں اور ایسے لوگ میرے پاس میرے حوض پر نہیں آسکیں گے اور جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کریں گے اور ان کے مظالم پر ان کی مدد نہیں کریں گے تو ایسے لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور عنقریب یہ لوگ میرے پاس میری حوض پر آجائیں گے۔"

(مسند أحمد، ط مؤسسة الرسالة، 332/22)

(جامع معمر بن راشد، ط المجلس العلمي بباكستان، 346/11)

(المنتخب من مسند عبد بن حميد، ط مكتبة السنة - القاهرة، ص: 345)

(شرح مشكل الآثار للطحاوي، ط مؤسسة الرسالة، 375/3)

(صحيح ابن حبان، ط مؤسسة الرسالة - بيروت، 9/5)

(المستدرك على الصحيحين للحاكم، ط دار الكتب العلمية - بيروت، 152/1)

- یہ روایت صحیح ہے۔
- اس روایت میں **لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي** سے مزید واضح ہو گیا کہ سنت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور خلفائے راشدین بھی اسی کے پابند ہیں۔
- **ملوکیت کے بانیوں اور طرف داروں سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں ان سے ہوں! شاید اسی بات کو چھپانے کے لیے یہ روایت گھڑی گئی کہ "اے معاویہ تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں!"**

اب سوال یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے خلافتِ راشدہ کے خلاف اقدام کی بنیاد رکھی؟ سنت کی مخالفت کی اس سے بڑی مثال شاید تاریخ میں نہ ملے۔

کیا یہ خلافتِ راشدہ کے خلاف یہ اقدام نبی کریم ﷺ کی سنت میں سے ہے کہ آپ فرمائیں "اے معاویہ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو؟" لہٰذا ان کا یہ عمل ہی اس روایت کے باطل ہونے کو کافی ہے!

بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے آپ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتے تھے۔

عَنِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: "دَخَلتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتْ: الحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي، وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: أَحَقُّ بِهَذَا الأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الإِسْلاَمِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الجَمْعِ، وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الجِنَانِ.

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، اُنھوں نے کہا، (دوسرا طریق) معمر نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن طاؤس نے عکرمہ بن خالد سے بیان کیا، اُنھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔ اُنھوں نے کہا: میں اپنی ہمشیرہ (بہن) اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اِس حال میں کہ اُن کے بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے میں نے اپنی ہمشیرہ (بہن) سے کہا، "لوگوں کا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے، جسے آپ دیکھ رہی ہیں اور مجھے (امارت سے) کوئی حق نہیں دیا گیا۔" حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، "لوگوں سے جا کر ملو، وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے اِس بات کا اندیشہ ہے کہ تمہارے نہ جانے سے جماعت میں افتراق واختلاف ہو جائے گا۔" حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جانے پر مجبور کیا تھا کہ وہ چلے گئے جب لوگ حضرت معاویہ کی بیعت کر کے چلے گئے تو حضرت معاویہ نے خطبہ دیا اُنھوں نے کہا "جو امارت کے متعلق کلام کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے سامنے آئے۔ ہم اُس سے اور اُس کے باپ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔" حبیب بن مسلمہ (بن مالک) نے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا، تم نے حضرت معاویہ کو اِس کا جواب کیوں نہیں دیا ؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، 'میں نے اپنا پٹولا (گوٹھ) کھولا تھا اور میں نے یہ کہنے کا اِرادہ کیا تھا' اِس اَمر (خلافت) کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو اسلام میں تجھ سے اور تیرے باپ سے جنگ کر چکا ہے۔ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ یوم اُحد اور خندق میں تم سے جنگ کر چکے ہیں اور تم دونوں اُس وقت کافر تھے) پھر مجھے خوف ہوا کہ میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دوں جو لوگوں کی تفریق اور خوں ریزی کا سبب بن جائے اور میری بات کا وہ مطلب لیا جائے جو میری مراد نہیں تو میں نے وہ یاد کیا جو اللہ جل جلالہ نے جنّت میں مہیّا کر رکھی ہے۔"

(صحيح البخاري، ط دار طوق النجاة، 110/5)

اس باب میں ایک اور صحیح حدیث پیش ہے۔

عن أَبِي الطُّفَيْل قال أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ، يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا تَسْأَلُونِي؟ فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، أَفَلَا تَسْأَلُونَ عَنْ مَيِّتِ الْأَحْيَاءِ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا النَّاسَ مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدَى، وَمِنَ الْكُفْرِ إِلَى الْإِيمَانِ، فَاسْتَجَابَ لَهُ مَنِ اسْتَجَابَ، فَحَيِيَ بِالْحَقِّ مَنْ كَانَ مَيِّتًا، وَمَاتَ بِالْبَاطِلِ مَنْ كَانَ حَيًّا، ثُمَّ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ فَكَانَتِ الْخِلَافَةُ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُنْكِرُ بِقَلْبِهِ وَيَدِهِ وَلِسَانِهِ وَالْحَقَّ اسْتَكْمَلَ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُنْكِرُ بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ كَافًّا يَدَهُ وَشُعْبَةً مِنَ الْحَقِّ تَرَكَ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُنْكِرُ بِقَلْبِهِ كَافًّا يَدَهُ وَلِسَانَهُ وَشُعْبَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ تَرَكَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُنْكِرُ بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ فَذَلِكَ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ.

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے لوگو! تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں ہو؟ لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے جب کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شر و برائی کے بارے میں پوچھتا تھا، کیا تم

"میت احیاء" (Dead-Alive / زندہ مگر مُردوں کے جیسا / Alive but as if dead) زندوں کے مُردہ کے بارے میں نہیں پوچھتے ہو؟" چنانچہ حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ خود ہی بیان کرنے لگے کہ "بیشک! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا ہے۔ اُنہوں نے لوگوں کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف آنے کی دعوت دی اور کفر سے نکال کر ایمان کی طرف آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ جس نے اُن کی دعوت کو قبول کرنا تھا اُس نے قبول کر لیا پس جو پہلے (روحانی اعتبار سے) مردہ تھا وہ اب حق پر زندہ رہنے لگا اور جو پہلے (ظاہری اعتبار سے) زندہ تھا وہ (اُن کی دعوت کا اِنکار کرکے) باطل پر مر گیا، پھر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ نبوّت کے بعد اِسی کی نہج پر خلافت قائم ہوئی پھر اِس کے بعد "مُلْكٌ عضوضٌ" یعنی کٹکھنی بادشاہت ہوگی۔ پس بعض لوگ اپنے دِل، اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اِس بادشاہت کا اِنکار کریں گے، لامحالہ اُنہوں نے کاملِ حق پر برقرار رہنے کی پابندی کی اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے دِل وزبان سے اِس بادشاہت کا اِنکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھوں کو اُس کے اِنکار سے روک رکھیں گے، لامحالہ ایسے لوگ حق کا ایک شعبہ (حصّہ) ترک کریں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اِس بادشاہت کا دِل سے تو اِنکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کو اُس کے اِنکار سے روک رکھیں گے، لامحالہ ایسے لوگ حق کے دوسرے شعبہ (حصّہ) کو ترک کر دیں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو ایسی بادشاہت کا نہ دل سے انکار کریں گے اور نہ ہی زبان سے پس ایسے لوگ "میّت احیاء" (یعنی زندوں میں مُردہ) ہیں۔"

(حلیة الأولیاء لأبي نعیم، ط مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر، 274/1)

- یہ روایت مرفوعِ حکمی ہے کیونکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان باتوں کا علم اپنے اجتہاد سے نہیں لا سکتے۔
- اس روایت سے مزید واضح ہوا کہ جس فتنے کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے وہ **ملوکیت کا فتنہ** ہے۔
- اس ملوکیت کی مخالفت کرنے والوں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درجات بیان فرمائے ہیں:

اول: دل میں برا جانتے ہوئے زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کرنے والے۔ انہوں نے حق کے ارکان کو مکمل کیا۔ یہ اپنے ایمان میں مکمل ٹھہرے۔

دوم: دل میں برا جانتے ہوئے زبان سے اس کے خلاف بولنے والے۔ مگر کفِ ید کرنے والے۔ یعنی زبان سے تو تنقید کرتے رہے مگر خلیفہِ راشد کا عملاً ساتھ نہ دیا۔ ان سے حق بیانی کا ایک رکن چھوٹ گیا۔

سوم: دل میں برا جانتے ہوئے کفِ لسان اور کفِ ید کرنے والے۔ ان سے حق کے دو ارکان چھوٹ گئے۔

چہارم: نہ دل سے برا جاننے والے، نہ زبان و ہاتھ سے کچھ کرنے والے۔ ان سے متعلق فرمایا کہ یہ زندوں میں مردہ ہیں !!!

ہر شخص اپنے آپ کو اس پیمانے پر رکھ کر دیکھ لے کہ وہ ان میں سے کس صف میں کھڑا ہے۔

ذاتی معاملات میں سنن کی خلاف ورزی

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ؟، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ، وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ

تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ۔

''حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن اَسود رضی اللہ عنہ اور بنو اسد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جس کا تعلق اہلِ قنسرین سے تھا، یہ لوگ حضرت معاویہ کے پاس آئے تو حضرت معاویہ نے مقدام رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ''کیا تم جانتے ہو کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا ہے؟'' اِس پر مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے إنّا لله وإنّا إليه راجعون کہا، تو فلاں شخص (حضرت معاویہ) نے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ اِسے مصیبت شمار کرتے ہیں؟ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اِسے مصیبت شمار کیوں نہ کروں؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں (سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو) اپنی گود میں بٹھا کر اُنہیں یہ فرمایا تھا:

''یہ (یعنی اِمام حسن رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور حسین رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے ہیں۔''

اِس پر اَسدی شخص نے کہا: ''وہ (یعنی اِمام حسن رضی اللہ عنہ) ایک اَنگارا تھا جسے اللہ جل جلالہ نے بجھا دیا تو حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر یہ بات ہے (یعنی تم حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے بُغض رکھتے ہو) تو میں آج تمہیں اور غصّہ دلاؤں گا اور تمہیں وہ بات سناؤں گا جو تمہیں پسند نہیں ہوگی پھر اُنہوں نے فرمایا: ''اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں گا، تو تم میری تصدیق کرنا اور اگر میں نے غلط بیانی کی تو تم مجھے جھوٹا قرار دے دینا۔'' اُنہوں نے

(حضرت معاویہ نے) کہا: ''میں ایسا ہی کروں گا''، حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں تمہیں اللہ جل جلالہ کے نام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے؟'' اُنہوں نے (حضرت معاویہ نے) جواب دیا، ''ہاں!'' حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تجھے اللہ جل جلالہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے؟'' اُنہوں نے (حضرت معاویہ نے)جواب دیا، 'ہاں!' حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں تجھے اللہ جل جلالہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے سے یا اُن کے اوپر بیٹھنے سے منع کیا ہے؟'' اُنہوں نے (حضرت معاویہ نے) جواب دیا، 'ہاں!' تو حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ جل جلالہ کی قسم! اے معاویہ! میں نے یہ ساری چیزیں تمہارے گھر میں دیکھی ہیں' تو حضرت معاویہ نے کہا: ''اے مقدام! مجھے پتہ تھا میں آپ سے بچ نہیں سکوں گا۔''

خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''تو حضرت معاویہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو اِتنے عطیات دینے کی ہدایت کی، جتنے اُن کے باقی دو ساتھیوں کے لیے نہیں کی تھی اور اُن کے بیٹے کے لیے وہ حصّہ مقرر کیا جو دو سو والا ہوتا ہے، حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے وہ عطیات اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیے لیکن اسد قبیلہ سے تعلق رکھنے والے شخص نے جو کچھ حاصل کیا تھا اُس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا، اِس بات کی اطلاع حضرت معاویہ کو ملی تو اُنہوں نے کہا: ''جہاں تک مقدام کا تعلق ہے تو وہ ایک معزز آدمی ہے، جنہوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا ہوا ہے لیکن جہاں تک اسد قبیلہ سے تعلق رکھنے والے شخص کا تعلق ہے تو وہ ایک اچھا آدمی ہے جو اپنی چیز سنبھال کے رکھتا ہے۔''

(سنن أبي داود، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت، 68/4)

اس کی سند میں اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید نے سماع کی تصریح نہیں کی **لیکن مسند احمد بن حنبل کی سند میں سماع کی تصریح موجود ہے۔**

حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ به.

(مسند أحمد، ط مؤسسة الرسالة، 426/28)

وَفِي إِسْنَادِ مُسْنَدِ أَحْمَدَ صَرَّحَ بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ بِالتَّحْدِيثِ

(عون المعبود و حاشية ابن القيم، 129/11)

اور اس طرح کی تصریح کے لیے مکمل روایت کا ہونا شرط نہیں۔ بخاری و مسلم میں اسی پر عمل ہے۔

مالِ غنیمت سے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلاف ورزی

"مؤمل بن اھاب" اپنے جزء میں "سندِ صحیح" سے روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، ثنا الْمُؤَمِّلُ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَابْنُ أَبْجَرَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا نَزَلَ رَاكِبٌ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ فَحَالَ بَيْنَ الْيَتَامَى وَالْأَرَامِلِ مَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: الْمَالُ مَالُنَا"

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہو گا، اگر کوئی سوار تمہاری پیٹھ پیچھے یتیموں اور بیواؤں کے درمیان اترے، جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا تھا اس کے بارے میں کہے کہ مال ہمارا ہے۔"

(جزء المؤمل، ص92)

أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِي، عَنْ سُوَيْدٍ - وَلَمْ أَرَ عَلَيْهِ عَلَامَةَ السَّمَاعِ، وَعَلَيْهِ (صَحَّ) فَشَكَكْتُ فِيهِ، وَأَكْبَرُ ظَنِّي أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ - عَنْ ضِمَامِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْمَعَافِرِيِّ، عَنْ أَبِي قَبِيلٍ قَالَ: خَطَبَنَا مُعَاوِيَةُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فَقَالَ: إِنَّمَا الْمَالُ مَالُنَا وَالْفَيْءُ فَيْئُنَا، مَنْ شِئْنَا أَعْطَيْنَا، وَمَنْ شِئْنَا مَنَعْنَا، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ، فَلَمَّا

كَانَتِ الْجُمُعَةُ الثَّانِيَةُ، قَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ، فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الثَّالِثَةُ، قَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِمَّنْ شَهِدَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: كَلَّا، بَلِ الْمَالُ مَالُنَا وَالْفَيْءُ فَيْئُنَا، مَنْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ حَاكَمْنَاهُ بِأَسْيَافِنَا، فَلَمَّا صَلَّى أَمَرَ بِالرَّجُلِ، فَأُدْخِلَ عَلَيْهِ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ، ثُمَّ أَذِنَ لِلنَّاسِ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي تَكَلَّمْتُ فِي أَوَّلِ جُمُعَةٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ أَحَدٌ، وَفِي الثَّانِيَةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ أَحَدٌ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ أَحْيَانِي هَذَا أَحْيَاهُ اللهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَيَأْتِي قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ، فَلَا يُرَدُّ عَلَيْهِمْ، يَتَقَاحَمُونَ فِي النَّارِ تَقَاحُمَ الْقِرَدَةِ، فَخَشِيتُ أَنْ يَجْعَلَنِيَ اللهُ مِنْهُمْ، فَلَمَّا رَدَّ هَذَا عَلَيَّ أَحْيَانِي، أَحْيَاهُ اللهُ، وَرَجَوْتُ أَنْ لَا يَجْعَلَنِيَ اللهُ مِنْهُمْ.

''ابو یعلی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اسے اپنی کتاب میں پایا ہے سوید کی سند سے لیکن میں نے اس پر سماع کی علامت نہیں دیکھی اور اس پر (صح) کا لفظ تھا پس مجھے اس سلسلہ میں شک ہوگیا اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ میں نے اس روایت کو ان سے سنا ہے، ضمام بن اسماعیل وغیرہ کی سند سے منقول ہے کہ حضرت معاویہ نے جمعہ کے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ مال تو حقیقت میں ہمارا مال ہے اور غنیمت، ہماری غنیمت ہے، ہم جس کو چاہیں گے دیں گے اور جس سے چاہیں گے روک لیں گے پس کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

پس جب دوسرا جمعہ آیا تو حضرت معاویہ نے پچھلے جمعہ کی طرح پھر وہی بات دہرائی اس مرتبہ بھی کسی نے اعتراض نہیں کیا پھر جب تیسرا جمعہ آیا تو اس میں بھی وہی باتیں کہیں جو پہلے دو جمعہ میں کہیں تھیں اس مرتبہ مسجد میں موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے اعتراض کیا اور کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ مال تو ہمارا ہے اور غنیمت بھی ہماری ہے جو کوئی ہمارے اور ہمارے مال کے درمیان آئے گا تو ہم اپنی تلواروں سے اس کا فیصلہ کریں گے۔

پس جب وہ شخص (معترض) نماز سے فارغ ہوگیا تو ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اسے حضرت معاویہ کے پاس لے آئے تو وہ شخص حضرت معاویہ کے پاس لائے گئے تو حضرت معاویہ نے اس شخص کو اپنے پاس تخت پر بٹھایا پھر

لوگوں کو آنے کی اجازت دی لوگ آئے تو حضرت معاویہ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے پہلے جمعہ میں کچھ باتیں کہیں تھیں ان پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا اور پھر دوسرے جمعہ میں بھی وہی باتیں کہیں کسی نے اعتراض نہیں کیا پھر جب تیسرا جمعہ آیا تو اس شخص نے مجھے بیدار کیا اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب ایسی قوم آئے گی کہ جو قابل اعتراض باتیں کہے گی تو کوئی اُن پر اعتراض نہیں کرے گا تو ایسے لوگ بندروں کی طرح جہنم کی آگ میں الٹ پلٹ ہونگے (اوندھے منہ گریں گے) حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے نہ بنادے۔

پس جب اس شخص نے میری بات پر اعتراض کیا تو گویا اس نے مجھے بچالیا (زندگی دی) اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں خوب برکتیں عطا فرمائے اور میں اللہ کی ذات سے امیدوار ہوں کہ وہ مجھے ایسے لوگوں میں شامل ہونے سے بچائے گا۔"

(مسند أبي يعلى، ط دار المأمون للتراث - دمشق، 373/13)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ"۔ یہ حدیث حسن ہے۔

(تاريخ الإسلام للذهبي، ط دار الكتاب العربي، بيروت، 314/4)

۷۔ خلاصۂ کلام

أَنْتَ مِنِّيْ يَا مُعَاوِيَةَ۔

۱۔ یہ روایت بدیہی طور پر موضوع ہے۔ اس کے متن کے جھوٹ ہونے پر کسی ماہرِ علمِ حدیث شریف کو کوئی اختلاف نہیں، بلکہ رواۃ اس کو بیان کرنے کے سبب مجروح قرار پاتے ہیں۔

۲۔ اس کو گھڑنے والا عبد العزیز بن یحییٰ ہے اور اسی کا نام بدل بدل کر اس روایت میں سرقہ کیا گیا ہے۔

۳۔ اس روایت کے تمام طرق میں مُتّہَم یا مجہول رواۃ ہیں اور ایسی صورت میں مجہولین کو تقویت نہیں دی جاتی، بلکہ اس کو سرقۂ حدیث پر محمول کیا جاتا ہے۔ یہ حفاظ کا طریق ہے!

۴۔ اس روایت کا متن ان حقائق کے خلاف ہے جو امت پر بیتے اور اس کو گھڑنے کی وجہ انہیں حقائق سے پردہ چھپانہ ہے جو ہر شخص پر واضح ہیں جس کا دل اللہ نے حق کو دیکھنے سننے اور سمجھنے کے لیے کھول دیا ہے۔

تم الرسالة بعونه تعالى على يدِ العَبْدِ الفَقِيْرِ الرَّاجِي رَحْمَةَ رَبِّهِ وَمَوْلَاهُ الغَنِيِّ

وَجَاهَت حُسَيْن بْن رَاحَت حُسَيْن الحَنَفِيِّ القَادِرِيّ

بتاريخ: ١٦ شعبان، ١٤٤٣ هجرية، المُوافق: ١٩/٠٣/٢٠٢٢۔

مصادر ومراجع

1. أحمد بن حنبل (١٦٤-٢٤١هـ)، مسند أحمد، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ-٢٠٠١م
2. أحمد بن الصديق الغماري، أبو الفيض الغُمَارِي الحسني (ت ١٣٨٠ هـ)، عواطف اللطائف من أحاديث عوارف المعارف، مكتبة المكية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م
3. البخاري، أبو عبد الله ،محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة ابن بردزبه البخاري الجعفي، صحيح البخاري، الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، ١٣١١هـ
4. البَلَاذُري، أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري (ت ٢٧٩هـ)، جمل من أنساب الأشراف، الناشر: دار الفكر -بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ-١٩٩٦م
5. البيضاوي، القاضي ناصر الدين عبد الله بن عمر البيضاوي (ت ٦٨٥هـ)، تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بالكويت، عام النشر: ١٤٣٣هـ-٢٠١٢م
6. الترمذي، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (ت ٢٧٩هـ)، سنن الترمذي، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م
7. ابن الجوزي، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، الناشر: إدارة العلوم الأثرية، فيصل آباد، باكستان، الطبعة: الثانية، ١٤٠١هـ/١٩٨١م
8. ابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي

ابن أبي حاتم (ت ٣٢٧هـ)، الكامل في ضعفاء الرجال، الناشر: الكتب العلمية - بيروت-لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

9. الحاكم النيسابوري، أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري، المستدرك على الصحيحين، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١١ - ١٩٩٠

10. ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (ت ٣٥٤ هـ)، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م

11. ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (ت ٣٥٤ هـ)، المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين، الناشر: دار الوعي - حلب، الطبعة: الأولى، ١٣٩٦هـ

12. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس المسمى) زهر الفردوس، (الناشر: جمعية دار البر، دبي - الإمارات العربية المتحدة، الطبعة: الأولى، ١٤٣٩هـ - ٢٠١٨م

13. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، فتح الباري شرح صحيح البخاري، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩

14. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، لسان الميزان، الناشر: دار البشائر الإسلامية، الطبعة: الأولى، ٢٠٠٢م

15. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، تهذيب التهذيب، الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الطبعة الأولى، ١٣٢٦هـ

16. الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، تاريخ بغداد، الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م

17. الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، تاريخ بغداد، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ

18. الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، السابق واللاحق في تباعد ما بين وفاة راويين عن شيخ واحد، الناشر: دار الصميعي، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، ١٤٢١هـ/٢٠٠٠م

19. الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (ت ٣٨٥هـ)، العلل الواردة في الأحاديث النبوية، الناشر: دار طيبة - الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م

20. أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (ت ٢٧٥هـ)، سنن أبي داود، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت

21. أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (ت ٢٧٥هـ)، سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود السجستاني في الجرح والتعديل، الناشر: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٣هـ/١٩٨٣م

22. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام، الناشر: دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، ٢٠٠٣م

23. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين، الناشر: مكتبة النهضة الحديثة -

مكة، الطبعة: الثانية، ١٣٨٧هـ - ١٩٦٧م

24. الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (ت ٧٤٨ هـ)، سير أعلام النبلاء، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م

25. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، المغني في الضعفاء، الناشر: إدارة إحياء التراث — قطر،

26. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٣٨٢هـ - ١٩٦٣م

27. السباعي، مصطفى بن حسني السباعي (ت ١٣٨٤هـ)، السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٢هـ - ١٩٨٢م (بيروت)

28. الخَلّال، أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلّال البغدادي الحنبلي (ت ٣١١هـ)، السنة، الناشر: دار الراية - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١٠هـ - ١٩٨٩م

29. السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (ت ٩١١ هـ)، الزيادات على الموضوعات، ويسمى ذيل الآلئ المصنوعة، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٣١هـ - ٢٠١٠م

30. الطحاوي، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (ت ٣٢١هـ)، شرح مشكل الآثار، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى - ١٤١٥هـ، ١٤٩٤م

31. الطيبي، شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (٧٤٣هـ)، شرح الطيبي على مشكاة المصابيح،

الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز (مكة المكرمة - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م

32. عبد بن حميد، أبو محمد عبد الحميد بن حميد بن نصر الكَسّي ويقال له: الكَشّي بالفتح و الإعجام (ت ٢٤٩هـ)، المنتخب من مسند عبد بن حميد، الناشر: مكتبة السنة - القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٨ - ١٩٨٨

33. ابن عدي، أبو أحمد بن عدي الجرجاني، (ت ٣٦٥ هـ)، الكامل في ضعفاء الرجال، الناشر: الكتب العلمية - بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٨هـ ١٩٩٧م

34. ابن عراق، نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الكناني (ت ٩٦٣هـ)، تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٣٩٩هـ

35. ابن عساكر، أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (ت ٥٧١هـ)، تاريخ دمشق، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: ١٤١٥هـ - ١٩٩٥م

36. ابن الفاخر، معمر بن عبد الواحد بن رجاء بن عبد الواحد بن محمد بن الفاخر، أبو أحمد القرشي العبشمي السمرقندي الأصبهاني (ت ٥٦٤هـ)، موجبات الجنة، الناشر: مكتبة عباد الرحمن، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م

37. علي القاري، علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (ت ١٠١٤هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م

38. ابن قدامة، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير بابن قدامة المقدسي (ت ٦٢٠هـ)، المنتخب من علل الخلال (ومعه

تتمة)، الناشر: دار الراية للنشر والتوزيع

39. ابن القيم، محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي (ت ١٣٢٩هـ)، عون المعبود شرح سنن أبي داود، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤١٥هـ

40. اللالكائي، أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (ت ٤١٨هـ)، شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، الناشر: دار طيبة - السعودية، الطبعة: الثامنة، ١٤٢٣هـ/٢٠٠٣م

41. الماتريدي، محمد بن محمد بن محمود، أبو منصور الماتريدي (ت ٣٣٣هـ)، تفسير الماتريدي (تأويلات أهل السنة)، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م

42. ابن ماجة، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (ت ٢٧٣هـ)، سنن ابن ماجه، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

43. المباركفورى، أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى (ت ١٣٥٣هـ)، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

44. المزي، يوسف بن عبد الرحمن بن يوسف، أبو الحجاج، جمال الدين ابن الزكي أبي محمد القضاعي الكلبي المزي (ت ٧٤٢هـ)، تهذيب الكمال في أسماء الرجال، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٠ - ١٩٨٠

45. مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦ - ٢٦١هـ)، صحيح مسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي ببيروت، عام النشر: ١٣٧٤هـ - ١٩٥٥م

46. معمر بن راشد الأزدي، الجامع، الناشر: المجلس العلمي - الهند، توزيع المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣

47. المناوي، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (ت ١٠٣١هـ)، التيسير بشرح الجامع الصغير، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي - الرياض، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م

48. المناوي، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (ت ١٠٣١هـ)، فيض القدير شرح الجامع الصغير، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر، الطبعة: الأولى، ١٣٥٦

49. مؤمل بن إهاب، مؤمل بن إهاب بن عبد العزيز بن قُفْل بن سدل الربعي أبو عبد الرحمن الكوفي الرملي (ت ٢٥٤هـ)، جزء المؤمل بن إيهاب، الناشر: دار البخاري - بريدة، الطبعة: الأولى، ١٤١٣

50. النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي (ت ٣٠٣ هـ)، السنن الكبرى، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م

51. النسفي، أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي (ت ٧١٠هـ)، تفسير النسفي، الناشر: دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م

52. أبو نعيم، أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (ت ٤٣٠ هـ)، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (ت ٤٣٠هـ)، الناشر: مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر، عام النشر: ١٣٩٤هـ - ١٩٧٤م

53. النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢

54. أبو يعلى، أحمد بن علي بن المثنى التميمي أبو يعلى الموصلي، مسند أبي يعلى الموصلي، الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق: سنة النشر: ١٤١٠ - ١٩٨٩



IMAM JA'FAR SADIQ FOUNDATION

(Ahle Sunnat)

Mughalwada, Qasba, Modasa, Aravalli-383315 (Gujarat, India.)

Mo. 85110 21786